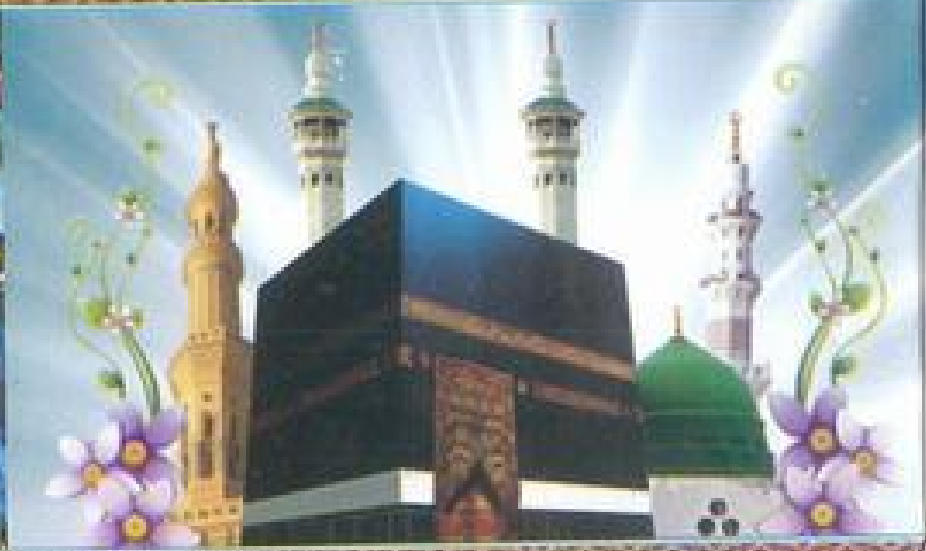
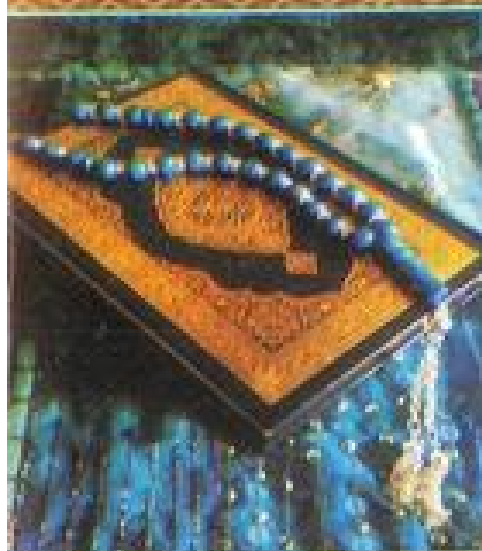




زَادُ السَّيِّدِ الْكَلْبِ



مفتی

حضرت مولانا خواجہ

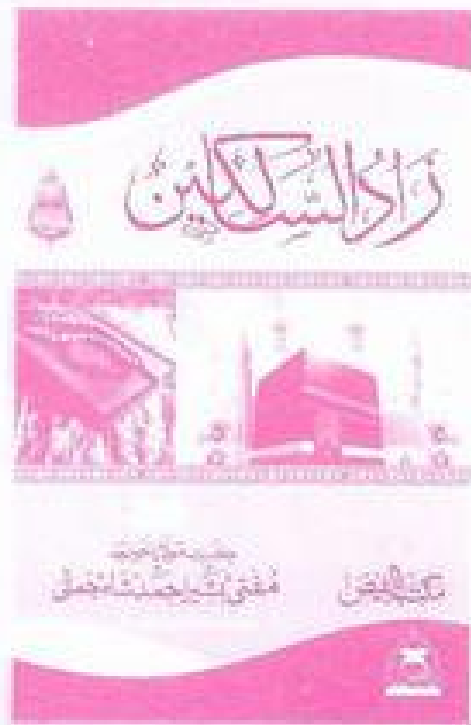
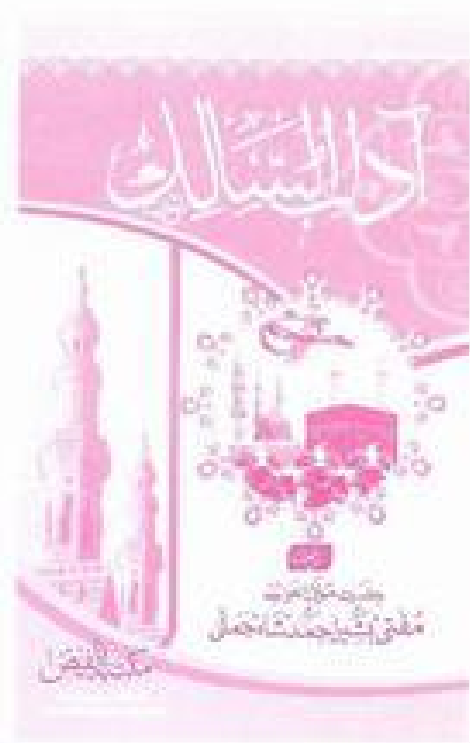
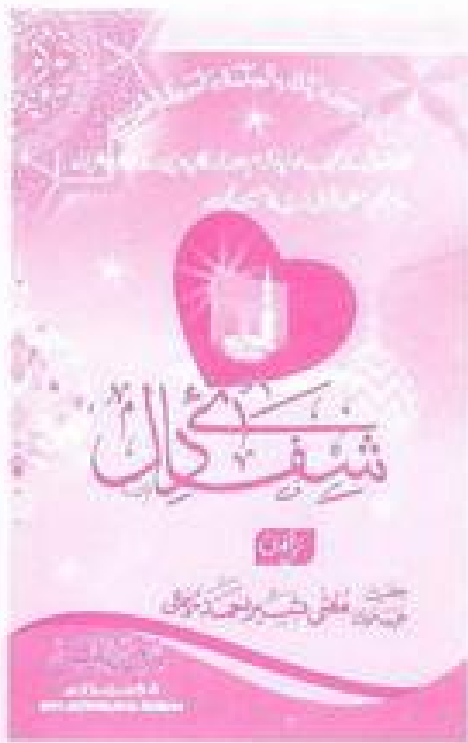
مفتی بشیر احمد شاہ جمالی

معہ عطاء العلوم شاہ جمال

ناشر

مکتبہ الفیض





مکتبہ المنوار

6-A دارشرف واولا ہور

0331-4275888, 0332-6062850

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ

اور زاوراہ یعنی راستے کا خرچ ساتھ لے جاؤ کیونکہ بہتر فائدہ
زاوراہ کا پرہیز گاری ہے۔

زَادُ السَّالِكِينَ

تالیف لطیف

مفسر قرآن، شیخ الحدیث
حضرت خواجہ مولانا مفتی بشیر احمد صاحب شاہ جمالی مدظلہ العالی
مہتمم جامعہ عطاء العلوم شاہ جمال جام پور روڈ، ڈیرہ غازی خان

ناشر

مکتبہ الفیض

A-6 وارث روڈ لاہور

0331-4275955, 0323-4328654

0332-6052850, 0307-4037113

زاد الشیخ الاسلام

حضرت اقدس مولانا مفتی بشیر احمد صاحب شاہ جمال مدظلہ العالی

حافظ ناصر محمود 0307-4037113

اپریل 2014

مولانا قاری محمد رفیق صاحب

(خاکہائے حضرت خواجہ مفتی بشیر احمد صاحب شاہ جمال مدظلہ العالی)

مکتبہ الفیض لاہور 03314275955

نام کتاب

مؤلف

سرورق

اشاعت

باہتمام

ناشر

قیمت



☆ مکتبہ سید حبیب اللہ شاہ وارث روڈ لاہور 0323-4328654

☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ ہاشمیہ اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ الحرمین غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ شہید اسلام مرکزی جامع مسجد (لال مسجد) اسلام آباد

☆ ادارۃ الانور بنوری ٹاؤن کراچی

☆ مکتبہ اشاعت الخیر بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

والصلوة والسلام علی رسولہ الکریم

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے اندر جس عمل کی کمزوری دیکھتا ہوں تو اس کا وعظ شروع کر دیتا ہوں۔ اللہ پاک اپنی رحمت سے میری توفیق کو پھر مضبوط کر دیتے ہیں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ان کے لیے تواضعاً ہے لیکن ہماری یہ حالت اعمال کے بارے حقیقتاً غافلانہ ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں غفلت اور سستی کا علاج بتایا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نوافل پڑھ لینا شب بیداری کرنا اور صدقہ و خیرات کرنا بہت آسان ہے لیکن اخلاق فاضلہ کو حاصل کرنا اور ملکات باطنہ سے مزین ہونا مشکل کام ہے۔ کتاب و سنت میں اس کے متعلق بڑی روک ٹوک موجود ہے کہ یہ کام کرو اور یہ نہ کرو جیسے قرآن پاک میں ہے۔

فافسحوا یفسح اللہ لکم

کہ جب مجلس میں کوئی بھائی مسلمان آئے تو اس کے لیے جگہ کشادہ کر دو۔ حدیث پاک میں آتا ہے کھجوروں کی گٹھلیاں کھجوروں کے ساتھ نہ رکھو کہ لطیف المزاج لوگ اس سے کراہت کریں گے۔ اسی طرح حدیث پاک میں ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی نے طعنہ دیا کہ یہ کیسا نبی ہے کہ ہمیں استغنا کرنا بھی سکھاتا ہے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا جی ہاں! ہم زمانہ جاہلیت میں تھے انہوں نے ہمیں علم دیا، شعور دیا، ہم برسرے مجلس پیشاب پے خانہ کرتے تھے۔ انہوں (ﷺ) نے ہمیں تہذیب و تظہیر کی تربیت دی ہمیں متمدن انسان بنایا۔ ایک حدیث پاک میں ہے آپ ﷺ روزانہ عطر لگاتے تھے۔ ایک حدیث پاک میں ہے کہ دس چیزیں فطرت سے ہیں اور وہ سب نفاست و نظافت کے لیے ہیں۔ ① مونچھوں کا صاف کرنا ② داڑھی

رکھنا ۴) استنجا کرنا ۵) ختنہ کرنا ۶) عطر لگانا ۷) مسواک کرنا ۸) بغلیں صاف کرنا ۹) زیر ناف بال لینا ۱۰) ناک زور سے جھاڑنا، صاف کرنا ۱۱) کلی کرنا۔

اور حدیث پاک میں ہے۔ جب کوئی نیند سے بیدار ہو تو پہلے ہاتھ کو دھوئے، دھوئے بغیر ہاتھ پانی میں نہ ڈالے۔

قرآن پاک میں ہے

إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١﴾
لَا شَرِيكَ لَهُ ۚ

میری نماز اور قربانی، میری زندگی کے تمام اعمال حتیٰ کہ موت بھی اپنے رب العالمین کے لیے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔

یہ سب فضائل عالیہ اور ملکات محمودہ اور اخلاص مطلوبہ خاتما فی نظام کے مرہون منت ہیں۔ اس مختصر رسالے میں اکابرین اہل السنۃ والجماعت اور مشائخ کے فرمودات اور حکمت سے لبریز نصائح جمع کی گئی ہیں۔

آپ حضرات سے دعا کی استدعا ہے کہ اللہ پاک اس کو اپنی رضا کے لیے قبول فرمائیں۔ آمین بجاہ سید المرسلین والحمد للہ رب العلمین۔

میرے عزیز مولانا علامہ محمد رفیق صاحب نے سالکین کے لیے یہ زاد تقویٰ تیار کر کے پیش فرمایا ہے صمیم قلب سے دعا ہے کہ اللہ پاک ان کو قمر السالکین بنادیں ان کے صالحات سے اپنے بندوں کو خیر عظیم عطا فرمائیں۔ آمین۔

فقیر بشر احمد شاہ جمالی
جامعہ عطاء العلوم شاہ جمال
۲۴ جمادی الثانی ۱۴۳۵ھ

خلفاء سے خطاب

آپ جانشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں:

آپ جانشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ہر وقت یہ خیال رکھو کہ جو کچھ کہہ رہا ہوں اور جو کچھ میں کر رہا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نیا بتا کر رہا ہوں۔ اس تصور سے اور اس خیال سے جو کام کرو گے یا جو بات کہو گے اُس میں اللہ پاک کی نصرت شامل حال ہوگی اور شانِ غلبہ عطاء ہوگا کیونکہ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ انہم لہم المنصورون وان جندنا لہم الغالبون۔ حدیث پاک میں ہے العلماء ورثة الانبیاء حدیث پاک میں ہے من یرد اللہ بہ خیرا یرفقہ فی الدین، حضرت امام محمدؒ کو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا فرمایا جب میں درگاہ رب العزت میں حاضر ہوا مجھ سے فرمایا گیا کہ کیا مانگتے ہو میں نے عرض کیا یا رب اغفر لی اے رب مجھے معاف کر دے۔ ارشاد ہوا، اے محمدؐ اگر ہمیں تم کو عذاب دینا ہوتا تو تم کو یہ علم عطا نہ کرتے، تم کو ہم نے اپنا علم اسی لئے عطاء کیا تھا کہ ہم تم کو بخشا چاہتے تھے۔

ادب:

اہل اللہ کی خدمت کرو ان کی صحبت میں رہو، خصوصاً اپنے شیخ کی خدمت و صحبت کو فضیلت سمجھو، حدیث پاک میں ہے، الدال علی الخیر کفأعلہ خیر کی اعانت کرنے والے کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا خیر کرنے والے کو ملے گا۔ بہت سے کام ایسے ہیں۔ جو روپے پیسے سے ہوتے ہیں تو روپے پیسے سے خدمت کرو، اور اگر کسی کے پاس پیسے نہ ہوں وہ ہاتھ پاؤں سے خدمت کرے یا کم از کم دعا ہی دیتا رہے۔ اے اللہ میرے شیخ کی خدمات و سعی کو قبول فرما اور ان کی مدد فرما۔

خدمت کرنے والا خدمت کر کے سو جائے آرام کرے یا اپنے کام پہ چلا جائے یا اپنے بیوی بچوں میں جا بیٹھے، مگر شیخ کی عبادت و طاعات و مجاہدات کے ثواب میں شریک رہے گا۔ میرے اللہ کے خزانے وسیع ہیں۔ پس خدمت کرو اپنے شیخ کے فضائل

ادب: کام کرنے کا آسان طریقہ:

سلسلے کا کام جب شروع کرو، اتنا ہی کرو جتنا سہولت سے کر سکو، قرآن پاک میں ہے۔ کزرع اخروج شطاه فازرہ، اسلام کا کام بھی ایسے ہی شروع ہوا۔ آپ ﷺ کی دعوت پر بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لبیک کہی، پھر آہستہ آہستہ اسلام کا درخت بڑھتا ہی چلا گیا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا میں نے کسی کو اس کی وسعت اور طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دی۔ جب کام شروع ہو جائے گا تو اس میں برکت ہوتی جائے گی۔ اس طریق میں بے شمار حکمتیں ہیں، جو اول ہی سے کام کو بڑے پیمانے پر اٹھاتے ہیں ان کو مجبوراً ناگوار کوششیں کرنی پڑتی ہیں۔ عادت اللہ بھی یہی ہے کہ ترقی تدریجاً ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ نے اس عالم میں اپنے افعال کو بھی تدریجاً ہی ظاہر کیا ہے کہ اول نطفہ قرار پاتا ہے پھر کچھ عرصے کے بعد علقہ بنتا ہے پھر کچھ عرصہ کے بعد مضغہ بنتا ہے پھر کچھ عرصہ کے بعد ہڈیوں کا ڈھانچہ بنتا ہے پھر کچھ عرصہ کے بعد اس پر گوشت آتا ہے اور بچے کی تخلیق و ساخت مکمل ہو جاتی ہے۔ نو ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوتا ہے، پھر رفتہ رفتہ نشو و نما پا کر پندرہ برس میں لڑکا جوان ہوتا ہے اسی طرح تدریجاً افعال کا ظاہر کرنا ہماری تعلیم ہی کے لیے ہے ورنہ اللہ پاک تو قادر ہیں کہ ایک ہی منٹ میں سب کچھ کر دیں۔

خلافت کا شوق:

آج کل خلافت شوقیہ مشغلہ بن گئی ہے حالانکہ اس بارے میں اسلام کی تعلیم بڑی واضح ہے حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں طالب التولية لا یولی منصب کے طالب کو کوئی منصب نہ دو۔ آج کل تو بس ظاہر کو دیکھا جاتا ہے لمبا کرتا ہو، ہاتھ میں تسبیح ہو، یا پیسے والا ہو، موٹی رقم سے خدمت کرتا ہو، مجلس میں ہاتھ چوم لیتا ہو، قدم دب دب کے رکھتا ہو، اس کو خلیفہ بنا دیتے ہیں کہ اس سے ہماری عزت بڑھے گی۔ خلافت لینے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں وہ بھی اپنا معیار اس طرح کا بنا کے آتے ہیں لیکن کام کرنے کی اہلیت اور

سلیقہ بالکل نہیں آتا، نہ کام کرنے ارادہ ہوتا ہے۔ صرف جب جاہ اور حُب مال کے لیے خلیفہ بنتے ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے خلافت کے بعد بھی وہ رذائل باقی ہوتے ہیں، دنیا کی محبت، پیسے کا لالچ، عیاری مکاری، حسد، ہمدردی کے بہانے، دوسرے کی کردار کشی۔ حدیث پاک میں آتا ہے اذا وسد الامر الى غير اهله فانظر الساعة یہی وجہ ہے آج خانقاہوں میں اور سلسلوں میں وہ برکات نہیں رہیں۔

جو خلافت کا اہل ہو، اس کو کبھی نظر انداز اس لیے کیا جاتا ہے کہ وہ مفلوک الحال ہے، کرتا اور ٹوپی پچٹی ہوئی ہے، اس سے ہماری بے قدری ہوگی، حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے معاشرے کے ضعفاء کو متوجہ کیا تھا کیونکہ ضعفاء میں باطنی قوت، ہمت، مجاہدہ، خلوص زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن آج خانقاہوں میں اور اپنے حلقہ میں ذی اثر لوگوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔ میرے پیر و مرشد مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ عالم دین اور قاری کی بے پناہ عزت کرتے تھے، ہر عالم، ہر قاری کے لیے کھڑے ہو جاتے۔ تین مرتبہ دائیں بائیں معافتہ کرتے، سینے سے سینہ ملا تے، مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کا قد مبارک سات فٹ کا ہوگا، ہمارے مدرسہ میں تشریف فرما تھے علماء کی جماعت حاضر خدمت تھی باری باری ہر ایک کو سینے سے لگاتے رہے، ایک قاری صاحب جن کا قد چار فٹ کا ہوگا انہوں نے مصافحہ کیا مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ گھٹنے فیک کر دو زانوں کھڑے ہو گئے، اپنا سینہ قاری صاحب کے سینے سے ملا کر معافتہ کیا، ان کے ہاں خلافت، حب جاہ، حب مال کے لیے نہیں تھی۔

مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بہت بڑے مدرسہ میں درس تھا درس کے بعد ناشتے میں علماء کبار اور اساتذہ حدیث موجود تھے۔ ایک استاذ حدیث نے تعارف کراتے ہوئے عرض کیا ان کو فلاں سے نسبت حاصل ہے اور ان کو فلاں سے اور میں بھی فلاں کا خادم ہوں، ہم آپ سے بھی متمنی ہیں ہم سب کی آرزو ہے آپ بھی ہمیں یہ نعمت عطا فرمادیں، حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہو گئے، بعد میں کسی سفر میں مجھے فرمایا مولانا اس دن آپ ناشتے میں سن رہے تھے وہ مجھ سے خلافت مانگ رہے تھے۔ یہ میرے گھر کی چیز تو نہیں ہے۔ جب چاہوں جس کو چاہوں دے دوں۔ پھر ہندوستان کے ایک بہت بڑے

مدرسے کا نام لیا کہ وہاں میری دعوت تھی وہاں کے اساتذہ حدیث اور علماء کبار نے یہی تقاضہ کیا حالانکہ ہمارے اکابر کا اس میں واضح طریقہ موجود ہے کہ وہ باقاعدہ سلسلے میں داخل ہو، اسباق حاصل کرے، صحبت اور رابطے میں رہے، سلسلے کی تربیت حاصل کرے پھر اس کا میں امتحان لیتا ہوں بار بار استخارے کرتا ہوں جس کے بارے میں اشارے ملتے ہیں، اجازت ملتی ہے اس کو یہ امانت سپرد کرتا ہوں۔

ادب: ایسے شخص کو خانقاہی نظام کا ذمہ دار نہیں بنانا چاہیے جس سے سلسلہ کی بدنامی کا خطرہ ہو، خطائیں اور غلطیاں تو ہوتی رہتی ہیں۔ ان کی اصلاح بھی ہوتی رہتی ہے مگر صرف فعلی خطا کو مت دیکھو بلکہ منشاء خطا کو دیکھو، وہ منشاء اور سبب کس درجہ کا ہے۔ جب وہ ایسا ہو کہ سلسلے کو داغدار کر سکتا ہو تو ایسے شخص کو سلسلہ کی ذمہ داری سپرد نہ کرو، ورنہ عوام کا اعتماد سب سے اٹھ جائے گا۔

ادب: اللہ پاک نے اگر کسی کو سلسلہ کی خدمت و تبلیغ کا موقع نصیب فرمایا ہے وہ اہتمام و انتظام کو اپنے لیے قبول نہ کرے کیونکہ دونوں میں تضاد و منافات ہے ورنہ سلسلہ کا کام رک جائے گا یا محدود ہو جائے گا۔

ادب:

خلافت مقصود نہیں کام مقصود ہے۔ خلافت ہر ایک کے لیے نافع نہیں، اکابرین مشائخ کا انتخاب حسب نسب سے نہیں ہوتا تھا بلکہ اخلاق فاضلہ اور ملکات باطنہ سے ہوتا تھا۔ جس شخص میں ملکات فاضلہ و حسنہ دیکھتے تھے ان کو پہلے دن سے ہی خلافت دے دیتے تھے۔ اور جس شخص میں اخلاق رذیلہ دیکھتے تھے، اصلاح اور صحبت کے باوجود اس میں کوئی بنیادی تبدیلی نہیں آئی تو اس کو بقدر ضرورت سکھلا کر محدود کام کرنے کی رائے دیتے تھے۔ اگرچہ پہلا آدمی کسی ادنیٰ اور معمولی گھرانے کا ہو اور دوسرا کسی عالی خاندان کا، حسب نسب کو نہ دیکھتے تھے۔ اخلاق، صلاحیت اور تقویٰ کو دیکھتے تھے۔

ادب: مشائخ کو سرپرست بنانے کی حقیقت۔

سرپرست حاکم نہیں ہوتا، چندے کا ذریعہ نہیں ہوتا، بلکہ وہ مشیر اور دعا کے لیے

ہوتا ہے۔ آج کل مشائخ کو جو ادارے کا سرپرست بناتے ہیں اُس میں دو مقصد پیش نظر ہوتے ہیں۔ ① کہ ان کی دعوت پر امراء اور حکمرانوں کو دعوت دیں گے، چندہ بھی ہوگا اور تعارف بھی ہوگا۔ ② ادارے میں اختلاف اور تنازعات میں ہماری تائید کریں گے، تو یہ سرپرستی صرف حُب جاہ، حُب مال کے لیے ہے۔ ایسی سرپرستی بالکل قبول نہ کریں۔

ادب: مشورے میں نصرت الہی ہوتی ہے۔ اگر کسی کا شیخ زندہ ہو تو ہر معاملے میں اس سے مشورہ کرے، اگر شیخ زندہ نہ ہو تب بھی مشکلات میں اپنی رائے سے فیصلہ نہ کرے بلکہ اپنے شیخ کے صحبت یافتہ بزرگ سے مشورہ کریں، یا کسی اہل اللہ کے صحبت یافتہ ہوں۔ اگرچہ عمر میں آپ سے چھوٹا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ۔ حضور اقدس ﷺ کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ لینے کا حکم ہے۔

ادب: اہل حق میں اختلاف۔

جب دو جماعتوں میں یاد و شخصوں میں اختلاف ہو اور دونوں اہل حق ہوں تو اول یہ معلوم کیا جائے کہ علماء، صلحاء، اہل تقویٰ کس کے ساتھ زیادہ ہیں۔ تو جس کے ساتھ زیادہ ہوں اس کا ساتھ دیں اور دوسرے کی مخالفت نہ کریں بلکہ ان کی بھی عزت کریں اور جوڑ رکھیں۔

ادب: مزاحمت سے پرہیز۔

جب کسی معاملہ میں لوگ تم سے جھگڑا کریں تو تم سب کچھ اُن کے حوالہ کر کے خود علیحدہ ہو جاؤ، یکسو ہو کر کام کرو، میرے استاد میرے مربی حضرت مفتی عبدالستار صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کا مصداق تھے۔

نعم الرجل الفقیہ ان احتیج الیہ (نفعہ) وان استغنی عنہ

اغنیہ نفسہ (او کہا قال النبی ﷺ)

بہت اچھا مرد فقیہ وہ ہے کہ اگر لوگ اس کی ضرورت محسوس کریں تو وہ ان کو نفع پہنچائے

اور اگر لوگ اس سے استغناء کریں تو یہ بھی ان سے استغناء کا معاملہ کرے۔

اور میرا اپنا بھی یہی معمول رہا ہے۔ والحمد للہ علی ذالک۔

ادب: دل کی حفاظت۔

دل کی حفاظت آلاتِ دل کی حفاظت سے ہوتی ہے، یعنی آنکھ، کان، زبان، اور فکر کی حفاظت کریں، تو دل کی حفاظت ہوگی، بعض باتیں ظاہر کرنے کی نہیں ہوتیں، اس لیے ظاہر کی جاتی ہیں کہ شاید ان کو سن کر میری حالت اور آپ کی حالت درست ہو جائے۔ حدیث پاک میں آتا ہے آنکھ زنا کرتی ہے، زبان زنا کرتی ہے، کان زنا کرتے ہیں، ہاتھ پاؤں زنا کرتے ہیں۔ یہ مرض بہت شدت سے پھیل رہا ہے۔ کوئی تو خاص اصلی گناہ میں مبتلا ہے اور اکثر لوگ ان مقدمات میں یعنی اجنبی لڑکے یا اجنبی عورت پر نظر کرنا، اُن کی باتیں سن کر لذت لینا، اُن کی باتیں سننا اور غائبانہ اُن کے نقش و نگار کو سوچنا، جس سے لذت اور خوشی حاصل ہو، یہ سب زنا اور لواطت میں داخل ہے۔ میرے شیخ میرے پیر و مرشد فرماتے تھے کہ میرے دل میں میرے شیخ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی محنت ہوئی، میرے شیخ خواجہ عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ کا سینہ ملا، مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے سینہ سے سینہ لگا، تمام بزرگوں کا فیض اور پاکیزہ تعلقینات سینے میں آئیں۔ اس سب کے باوجود جب اچانک میری نظر کسی عورت پر پڑتی ہے تو میرا دل خراب ہو جاتا ہے۔ پھر ایک ہوک دل سے نکالتے تھے، ہائے کاش جو لوگ غیر محرموں کو دیکھتے رہتے ہیں، مجلس آرائی کرتے ہیں، ڈرامے اور پروگرام دیکھتے رہتے ہیں، ان کے دل کا کیا حال ہوگا، غیر محرم عورتوں کو پڑھانا بھی اس خطرہ سے خالی نہیں۔ میرے پیر و مرشد مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ جب پہلی مرتبہ ڈیرہ غازی خان تشریف لائے مجھے راستے میں دو تین مرتبہ تاکید فرمائی کہ ڈیرہ غازی خان والے پیر پرست لوگ ہیں۔ مولانا پردے کا مکمل انتظام کریں، کوئی عورت میرے سامنے نہ آئے، نہ جوان نہ بوڑھی، نہ بے پردہ، نہ پردے میں، بلکہ میرے کانوں میں کسی کی کھسر پھسر بھی نہ آئے۔

جب میرے گھر کے صحن میں قدم رکھا تو ہر طرف پردے کا انتظام تھا مگر بعض عورتیں چھپ چھپ کر دیکھنے کی کوشش کر رہی تھیں، تو گر جدار آواز سے فرمایا خبردار اگر کسی

عورت نے مجھے دیکھا تو میں ایسی دعا کروں گا جو عمر بھر یاد کرے گی، مجھے بعد میں بتایا گیا کہ اس آواز کو سننے کے بعد عورتوں نے اپنے چہروں کو گوشوں، کونوں میں چھپالیا، تاکہ حضرت کی بددعا سے ہم بچ جائیں۔ میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ غیر محرموں کو پڑھانے والا مدرسہ ولی نہیں ہو سکتا۔ بشرطیکہ اس عمل سے توبہ کرے۔ میرے پیرو مرشد مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ بے پردہ عورت کو نہ دیکھنا فتویٰ ہے باپردہ عورت کو نہ دیکھنا تقویٰ ہے۔ پھر فرماتے باپردہ عورت برقعہ پوش آپ کے سامنے سے گزر رہی ہو آپ اس کو تک تک کے دیکھتے ہیں بتاؤ یہ اچھا فعل ہوگا آج مقدمات زنا میں سب لوگ مبتلا ہیں یہ بھی بحکم حدیث پاک میں من وجہ زنا اور لواطت کے حکم میں ہے۔ اس وجہ سے ہر طرف سے عذابات نازل ہو رہے ہیں۔ قرآن پاک میں ہے اللہ پاک فرماتے ہیں۔ انا منزلون علی اهل هذه القرية رجزا من السماء بما كانوا یفسقون۔

ادب: (علماء کا دفاع کریں)

دینی حکمت کا تقاضا یہ ہے علماء پر تنقید کرنے والوں کو ٹوک دیں۔ علماء کا دفاع کریں اگرچہ وہ بد عمل بھی ہوں۔ جب عوام کے قلب سے علماء کی وقعت ختم ہو جاتی ہے تو دین کا خاتمہ ہو جاتا ہے، کیونکہ پھر وہ سب ہی علماء سے بدگمان ہو جاتے ہیں۔ کسی کی بات پر دھیان نہیں کرتے۔ اگر علماء کی وقعت عوام کے دل سے نکل گئی تو علماء تو اپنی معاش کا انتظام، دال، چاول، آٹے کی دکان سے کر لیں گے مگر دین پڑھانے والا اور بتانے والا کوئی نہیں رہے گا۔ تو پچاس سال کے بعد تمہارے بچوں کی حالت کیا ہوگی؟

ادب: (اختلافی مسائل سے پرہیز کریں)

سلسلے کی تبلیغ میں جوڑ پیدا کریں توڑ سے کام نہیں ہوتا، اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنا موضوع اللہ کی محبت اور اللہ کے حبیب ﷺ کی محبت کو بنائیں، اتباع سنت کے فضائل و اہمیت بیان کریں، اختلافی مسائل بیان نہ کریں، اگر کوئی پوچھے تو کہہ دیں مجھے اس کا مطالعہ نہیں ہے۔ ہمیں تو فکر کرنی چاہیے کہ ہمارا خاتمہ ایمان پر ہو، قبر میں سوال جواب کی

تیاری ہو، ہمارے لیے ضروری ہے ہم نماز، روزے کے مسائل پوچھتے رہیں۔ آخرت کی فکر کریں۔ مجھے ایک عالم دین نے کہا آپ کے اکابرین کی عبارات میں گستاخیاں ہیں، میں نے عرض کیا وہ اللہ کے پاس پہنچ گئے ہیں وہ اپنے اعمال کا جواب دیں گے، ان کے اعمال کا سوال ہم سے نہیں ہوگا، میں نے عرض کیا نماز کے واجبات کتنے ہیں بتاؤ؟ وضو کے واجبات کتنے ہیں؟ مولوی صاحب خاموش! اگر کسی شخص کا نام لینا پڑے تو اس کی نسبت کوئی سخت کلمہ نہ کہے، میرے مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ یوں فرمادیتے کہ وہ شخص قابل رحم ہے پھر پوری متانت سے شبہ حل کر دے۔

ادب: (مستقل معاش)

سلسلے کے کام میں اگر برکت ہوتی جائے تو سلسلے کا کام پوری توجہ سے کرے، مستقل معاش کا کوئی ذریعہ اختیار نہ کرے، کوئی بڑا آدمی اپنے در پر رہنے والے خادم کو ننگا، بھوکا نہیں رکھتا، حالانکہ وہ خود محتاج ہے، اللہ پاک جو سب سے بڑے ہیں اپنے در پر بیٹھنے والے، کام کرنے والے نوکر کو کیسے بھوکا، ننگا رکھیں گے، جو کسی کے محتاج نہیں اور اس کے خزانے بے بہا ہیں۔

ادب: (کام کرنے کا مؤثر طریقہ)

تصوف و سلوک کے کام کرنے کا مؤثر طریقہ یہ ہے!

- ۱۔ قرآن کا درس دو، مگر سادہ درس دو، لمبی تقریریں مت کرو، قرآن کے ذریعے عقائد و اعمال کی خوب اصلاح کرو، لیکن بالکل مثبت طریقہ سے، تنقید اور تعریض سے دور رہو۔
- ۲۔ درس حدیث دو یا کم از کم حدیث کی کتاب مجلس میں پڑھ کر سناؤ جیسے فضائل اعمال ہے۔ شمائل کبریٰ ہے۔ مشکوٰۃ شریف کے منتخب ابواب، مظاہر حق جدید سے سنائیں۔
- ۳۔ مثنوی کا درس دو۔

- ۴۔ ایک نشست سنتوں کی تعلیم اور عملی تربیت کے لیے ہو، اس نشست کے لیے اللہ کے حبیب مثنویؒ کی محبوب سنتیں بہترین کتاب ہے۔۔۔

ادب: (بار امانت)

انا عرضنا الامانة على السموات الالية

یہ امانت حضور اقدس ﷺ تک پہنچی، آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سپرد فرمائی، صحابہ رضی اللہ عنہم نے تابعین رحمہم اللہ تک پہنچائی، تابعین نے تبع تابعین تک، اس طرح مشائخ کے سینہ بہ سینہ آپ تک پہنچی، پھر اپنی اپنی طلب اور ظرف کے مطابق آپ کو یہ ملتی رہے گی۔ یہ نعمت امانت اور یہ کام آسان نہیں ہے، بہت مشکل ہے۔ حضرات اہل اللہ پر جو گزرتی ہے اور جو دماغ سوزی ان کو کرنی پڑتی ہے اگر عام لوگوں پر وہ گزرے تو چند روز میں وہ پاگل ہو جائیں، بعض اہل اللہ کا جسم کو معطل ہوتا ہے، لیکن ان کی روح اور عقل بہت بڑے کام میں۔ میرے پیر و مرشد مرشد عالم رحمۃ اللہ فرماتے تھے۔ یہ کام کرو گے تو پتہ پاؤ گے، تم سمجھتے ہو یہ کام آسان ہے، توجہ دینے کے بعد ہمارا کیا حال ہوتا ہے یہ اللہ ہی جانتے ہیں۔ تصوف و سلوک کے بعض اسباق سردیوں کے موسم میں کھڑے پانی میں رات کو ہم بیٹھ کر کرتے تھے، پھر بھی جسم کا جو حصہ پانی سے باہر ہوتا وہ پسینہ سے شرابور ہوتا تھا، یہ بار امانت اب آپ کے پاس ہے یہ معمولی چیز نہیں ہے جس کے اٹھانے کی پہاڑ اور زمین و آسمان تاب نہ لاسکے۔ لرز گئے اور ڈر گئے، اللہ پاک فرماتے ہیں۔ کُوْا تَزْلَنَّا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لِّرَأْسِهِ اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا انا عرضنا الامانة على السموات الالية یہ امانت نعمت قرآن ہے۔ اللہ پاک کے فضل سے آپ حامل قرآن ہیں جو حامل قرآن ہو، حامل قرآن ہو، داعی قرآن ہو، وہ کیسے پریشان ہو، قرآن اپنے غلبے کا اعلان کرتا ہے۔ وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين۔

ادب: (بغیر تنخواہ کے پڑھانا)

بے تنخواہ پڑھانے پر تنخواہ کے ساتھ پڑھانے کو ترجیح۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک مولوی صاحب میرے پاس تشریف لائے انہوں نے فرمایا میں نے تنخواہ چھوڑ دی ہے، بغیر تنخواہ کے محض اللہ کے واسطے پڑھاتا ہوں، اس لیے کہ تنخواہ کے ساتھ

خلوص باقی نہیں رہتا۔ میں نے اس مولوی صاحب سے کہا یہ شیطانی دھوکہ ہے، شیطان نے دیکھا کہ یہ دین کے کام میں لگے ہوئے ہیں ان سے یہ کام کسی تدبیر سے چھڑانا چاہیے تو اگر یہ کہتا، پڑھانا چھوڑ دو، تو شیطان کی ہرگز نہ چلتی، اس لیے کہ اس کی وہ صورت تجویز کی جو دینداری کے رنگ میں ہے اس میں خلوص نہیں ہے۔ تنخواہ چھوڑ کر پڑھاؤ تو پہلے تنخواہ کی وجہ سے کام پابندی سے ہو رہا تھا اور بے تنخواہ پڑھانے میں پابندی نہیں ہوگی، تو رفتہ رفتہ پڑھانا ہی چھوٹ جائے گا، اور شیطان کامیاب ہو جائے گا۔

ادب: حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، عالم دین اگر امیر ہو وہ بھی تنخواہ لے کر پڑھائے، پھر چاہے تو وہ مدرسہ میں داخل کرادے، اسی طرح مشائخ مخلصین کے ہدایا قبول فرماتے ہیں پھر لنگر میں خرچ کرتے ہیں۔

ادب: (طالب مولیٰ بنو)

طالب تین قسم کے ہیں۔ (۱) طالب دنیا (۲) طالب آخرت (۳) طالب مولیٰ!

(۱) طالب دنیا: اللہ پاک فرماتے ہیں: مَنْ كَانَ يَرْيِدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا اِلٰیْهِ بَعْضُ لَوْكَ صَرَفَ دُنْيَا اَوْ اِسْ كِیْ زَیْبٌ وَ زَیْنَتُكَ كَ طَالِبٍ هِیْ۔ ہم اس کی طلب اور محنت پر دے دیتے ہیں۔ محروم نہیں رکھتے لیکن آخرت میں ان کے لیے صرف آگ ہے اور دنیا کی تمام مشقتیں رائیگاں ہیں۔

(۲) دوسرا طالب آخرت ہے اللہ پاک فرماتے ہیں: وَمَنْ ارَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰی لَهَا سَعٰیْهَا اِلٰیْهِ بَعْضُ لَوْكَ اٰخِرَتٌ چاہتے ہیں اور اس کے لیے محنت، مشقت کرتے ہیں اور ایمان والے ہیں، ان کا میں اللہ شکر گزار ہوں اور ان کی محنت و مشقت کا قدر دان ہوں۔

(۳) طالب مولیٰ! تیسرا یہ ہے کہ نہ دنیا کا طالب ہے نہ آخرت کا۔ محض اللہ کی رضا کا طالب ہے، اس کے سارے اعمال اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَاکِیْ اِلٰیْهِ یَقِیْنٌ کرو میری نماز، میری قربانی، میری زندگی کے سارے اعمال حتیٰ کہ میری موت بھی خالص رب العالمین کے لیے ہے۔ اس میں کوئی شریک نہیں، حتیٰ کہ میرا

مقصود جنت بھی نہیں، طالب مولیٰ کو جنت جھونگے میں ملے گی۔

ادب:

وٹیابك فطهر: سالک کو چاہیے، نظافت کا اہتمام کرے، اللہ پاک فرماتے ہیں، اپنے کپڑے پاک رکھو، ظاہر ہے کپڑے پلید نہیں ہوتے تھے۔ مقصود نظافت ثياب ہے، بہتر ہے سفید ہوں، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید کپڑے پسند تھے۔ تکلف اور استری کی ضرورت نہیں، ضرورت صرف اس کی ہے میلا نہ ہو، داغ نہ ہو، پھٹا ہوا نہ ہو، بدبو نہ ہو، بدبو سے دوسرے کو اذیت ہوتی ہے۔

حدیث پاک میں ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ اور حدیث پاک میں ہے، کچی پیاز کھا کر مسجد میں نہ جائے، اس سے دوسرے مسلمانوں اور فرشتوں کو تکلیف ہوگی، نظافت اسلام کا فخر ہے۔ حدیث پاک میں ہے نظفوا افنتکم ولا تشبهوا بالیہود۔

ادب: (دستر خوان پہ صفائی کا سلیقہ)

حدیث پاک میں ہے جس برتن میں کھجوریں ہوں اس کی گٹھلیاں الگ رکھیں، ایک برتن میں نہ رکھیں۔ اسی طرح آم کا چھلکا الگ رکھیں اور الٹا رکھیں۔ پیر و مرشد مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لطیف طبع لوگوں کو چھلکا دیکھنے سے کراہت آتی ہے۔ الٹا رکھنے میں صفائی ہے۔

اسی طرح باقی پھلوں کے چھلکے اسی طرح سویاں ہوں، چاول ہوں، جو انگلیوں کو لگیں ان کو بقیہ سویوں اور چاولوں میں مت جھاڑیں۔ کپڑے کے دسترخوان سے بھی مت صاف کریں بلکہ دسترخوان پر جھاڑیں، اور ریزوں کو چن کر کھالیں اسی طرح بسکٹ اور رس، پاپوں کا چورا، اور دسترخوان پر اس چیز کا خاص خیال رکھیں پلیٹ، کنورا، ڈونگ، گلاس دسترخوان کے اوپر رہے۔ دسترخوان اس لیے بچھایا جاتا ہے تاکہ نیچے والا کپڑا، قالین کا رپٹ داغ دار نہ ہو۔

ادب: چیزوں کو استعمال کر کے پھر ان کو اپنے ٹھکانے پر رکھیں جیسے چار پائی ہے، بستر ہے، صابن، مسواک، شیشہ، سرمہ ہے۔ حجامت کا سامان ہے۔

ادب: (وضع قطع خلاف سنت نہ ہو)

سالک کو چاہیے اپنے اعمال اور وضع قطع سنت کے مطابق رکھے شیخ کو چاہیے سالکین کو روک ٹوک کرے، حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ آئے جن کے بال اور داڑھی نامناسب بڑھی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے حجام کو بلا کر ان کے بال ٹھیک کرائے اور فرمایا یہ کیسی شکل بنا رکھی تھی، مطلب یہ ہے کہ وضع قطع سے نہ تکبر ظاہر ہو، نہ جنون اور نہ مضحکہ، نہ تمسخر بازی۔ حدیث پاک میں ہے کلکم راع وکلکم مسؤول عن رعیتہ، اسی طرح یہ حکم ہر بڑے کو اپنے ماتحت کے بارے میں!

ادب: (تشبہ بالفساق حرام ہے)

جیسے تشبہ بالکفار حرام ہے اسی طرح تشبہ بالفساق بھی حرام ہے۔ حدیث پاک میں ہے شراب والے برتن استعمال نہ کریں، اس کا ایک مطلب یہ ہے اگرچہ وہ نئے ہوں تب بھی استعمال نہ کریں۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو راعنا کہنے سے منع کر دیا۔ حالانکہ وہ مخلصین و مجبین کی جماعت تھی۔ غلط معنی کا خیال تک نہیں ہوتا تھا، مگر مشابہت لفظی تھی، اس سے بھی منع کر دیا۔ اسی طرح تمام چیزوں میں اگر پینٹ پتلون ملکی یا قومی لباس ہو تو اس کی کچھ ضرورت ہو سکتی ہے لیکن اپنا ملکی و قومی لباس مستقل ہے۔ پھر کافروں کا لباس پہننا کس لیے ہو؟ حدیث پاک میں ہے لَا يَقُولُ أَحَدُكُمْ خَبَثَتْ نَفْسِي وَلَيْقُلْ قَلَسَتْ نَفْسِي یوں نہ کہو میری طبیعت بُری ہے بلکہ کہو میری طبیعت اکھڑ رہی ہے متلارہی ہے کیونکہ مسلمان کی طبیعت بری نہیں ہوتی۔ اسی طرح حدیث پاک میں ہے۔

لَا يَغْلِبَنَّكُمُ الْأَعْرَابُ عَلَى إِسْمِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ وَكَانُوا يُسَمُّونَهَا الْعَتِمَةَ۔

اے اہل ایمان تم عشاءِ آخرۃ کو عشاء کہو جہالت کی اصطلاح تم پر غالب نہ

آجائے۔ وہ اس کو عتمة کہتے تھے۔

اب غور کریں اسلام کی تعلیم میں رعایت الفاظ کی بھی تاکید فرمائی ہے۔ مطلب یہ ہے شریعت نے جن الفاظ میں اپنی کوئی اصطلاح مقرر کی ہے مسلمانوں کو اسی کا استعمال کرنا چاہیے۔ عربی تاریخ استعمال کرنی چاہیے۔ ہمارے مشائخ اور اساتذہ اس کی بڑی تاکید فرماتے تھے۔

ادب: (بعض علم جہل ہوتے ہیں)

علم کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) علم رسمی (۲) علم حقیقی

علمی رسمی حدیث و قرآن و فقہ کی کتابیں پڑھ لینے سے الفاظ و معانی کو یاد کر لینے سے ہوتا ہے۔ یہ رسمی علم ہے۔

علم حقیقی وہ اہل اللہ کی صحبت اور تربیت لینے سے حاصل ہوتا ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کوئی نصابی کتابیں نہیں پڑھی تھیں ان کو جو علم حاصل تھا وہ صحبت اور تربیت لینے سے حاصل تھا ان کو حقیقی علم حاصل تھا۔ قرآن پاک میں ہے ولقد علموا المن اشتراہ ماله فی الاخرة من خلاق ولبئس ما شر وابه انفسهم لو كانوا یعلمون۔

اس آیت میں علموا کے لفظ میں یہود کے لیے علم کا اثبات کیا، پھر لو كانوا یعلمون سے ان کے علم کی نفی کی۔ تو جس علم کا اثبات ہے وہ رسمی علم ہے اور جس علم کی نفی ہے وہ حقیقی علم ہے، جو رسمی علم تھا اس کو جہل قرار دیا گیا، میرے پیر و مرشد مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے علم بعض علماء کے لیے حجاب بن جاتا ہے یعنی ہدایت سے۔ جن لوگوں کو اہل اللہ کی صحبت اور تربیت حاصل نہ ہو یہ رسمی علم حجاب بن جاتا ہے۔

اللہ پاک فرماتے ہیں واذا قرأت القرآن جعلنا بینک و بین الذین لایؤمنون بالآخرة حجابا مستورا۔

جن لوگوں نے صحبت و تربیت حاصل نہیں کی ایمان والی نعمت و دولت سے محروم رہے ان کا رسمی علم حجاب بن گیا۔ آج مولوی ناز کرتا ہے کہ میں خوب کتاب دان ہوں خوب

قال اقول جانتا ہوں مگر صحبت اور تربیت لینے سے ناک بھوں چڑھاتا ہے حالانکہ علم سے مقصود آدمی خدا دان ہو صرف کتاب دان ہونا کوئی کمال نہیں! حدیث پاک میں جو علم کے فضائل اور درجات عالیہ کا بیان ہوتا ہے وہ علم حقیقی مراد ہے۔ جیسے فضل العالم علی العابد کفضل علی ادنا کمہ اور علم رسی کے بارے میں اللہ پاک فرماتے ہیں۔ مثل الذین حملوا التوراة ثم لم يحملوها کمثل الحمار یحمل اسفارا۔

ادب: (علم بغیر عمل و اخلاص کے وبال ہے)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا فرمایا سارے علوم و عبادتیں اور سارے اسرار و نکات اور اشارات بے کار ہو گئے۔ اُن سے کچھ کام نہ چلا، بس وہ چھوٹی چھوٹی چند رکعتیں کام آئیں جو آخری تہائی رات میں پڑھ لیا کرتے تھے۔ شیطان بڑا عالم تھا بلعم باغور اپنی قوم کا بڑا عالم بڑا واعظ تھا۔ علم ظاہر کے ساتھ عمل ظاہر کا بھی جامع تھا۔ جفاکش اور مجاہدہ کرنے والا تھا مگر باطن میں اخلاص نہیں تھا کہ یہ سب کچھ اللہ کی رضا کے لیے ہو تو ان کا علم و عمل سب بیکار گیا تو علم کے ساتھ عمل ضروری، اور علم و عمل کے ساتھ اخلاص ضروری ہے، اس اخلاص باطنی کو صوفیاء کرام حال باطنی کہتے ہیں۔

ادب: (اخلاص کی علامت)

حضرت مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ نے جامعہ اشرفیہ لاہور کی بنیاد رکھی۔ کئی سالوں کی محنت، مشقت اور استقامت کے بعد جامعہ ترقی پذیر ہوا، ایک استاذ جو انتہائی قابل اور طلباء میں مقبول تھے جامعہ اشرفیہ سے علیحدہ ہو گئے اور اسی گلی میں جامعہ کے سامنے عمارت لے کر مدرسہ جاری کر لیا، طلباء جامعہ اشرفیہ سے بھاگ بھاگ کر مقابل مدرسہ میں داخل ہونے لگے مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے نے عرض کیا کہ میں اس کے خلاف کارروائی کر کے اس عمارت سے بھگا دوں، مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، بیٹا تم اپنے سر پر ایک بڑا وزن اٹھائے ہوئے آرہے ہو، راستے میں تمہارا دوست تمہارا وزن تقسیم کر لیتا ہے، آدھا یا کم و بیش آپ کا وزن خود اٹھا لیتا ہے، بتاؤ اس نے تمہارے ساتھ احسان

کیا ہے یاد دہانی کی ہے تو اس کے مدرسہ کھولنے سے ہمیں یہی فائدہ ہوا، یہ اخلاص ہے، علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اخلاص کی یہ علامت لکھی ہے کہ جو کام دین کا تم کر رہے ہو، اگر کوئی دوسرا آدمی بھی وہ کام شروع کر دے تو تمہیں رنج نہ ہو بلکہ خوشی ہو، لوگوں کو خود اس کے پاس بھیجو کہ وہاں جاؤ وہ مجھ سے بہتر ہیں تو یہ اخلاص ہے۔

ادب: (تصوف و سلوک کیا ہے)

تصوف کا ایک معنی ہے صفائی قلب، کہ صفحہ دل پر کوئی چیز نہ ہو صرف اللہ ہی مطلوب ہو یعنی اللہ کی رضا، اور سلوک کا معنی ہے اس کا طریقہ حاصل کرنا۔ اور اس طریقہ پر چلنا، اسی کو حسن نیت کہا گیا ہے تو تصوف و سلوک حسن نیت کا نام ہے۔ اگر ہم یہ نیت رکھتے ہیں اِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اس طریق کو حاصل کرتے ہیں اور اس پر چلتے ہیں تو انشاء اللہ آپ مقربین میں سے ہیں اور اگر یہ سب کچھ جاہ و مال کے لیے ہے تو پھر وہ شخص انجام کار مردودین میں سے ہے والعیاذ باللہ۔

ادب: (فسادِ نیت کے باوجود صحبت ترک نہ کرے)

اہل اللہ کی صحبت ترک نہ کرے اگرچہ نیت میں فساد ہو، صحبت کی برکت سے اخلاص پیدا ہو جاتا ہے، سادہ آم کی شاخیں کاٹ دیتے ہیں، چونے، اور ٹکڑے کی پیوند کر دیتے ہیں اور دھاگے سے مضبوط باندھ دیتے ہیں تو ایک عرصے کے بعد تبدیلی آ جاتی ہے پہلے آم چھوٹا ہوتا تھا گھٹلی بڑی، اب آم بڑا گھٹلی چھوٹی، پہلے اس کا رس ترش اور بے ذائقہ، اب میٹھا اور لذیذ، پہلے اس کا رنگ سبز، اب سنہری اور لال، پہلے وہ کم قیمت بے وقعت، اب نامور، قدر و قیمت والا پھل، گویا صحبت سے سائر، ذائقہ بدلا، رنگ بدلا، اور نام بدل گیا، اسی طرح لوہے کے ٹکڑے کو مقناطیس سے گھساؤ لوہے کے ٹکڑے میں مقناطیسی تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔ حالانکہ لوہے کا ٹکڑا معمولی چیز ہے۔ جب نباتات میں اور لوہے کے ٹکڑے میں یہ تبدیلی اور تاثیر مشاہد و مسلم ہے۔ حضرت انسان کی خلقت ہی خلافت کے لیے ہے، تو اس میں صحبت سے تاثیر و تبدیلی کیوں نہیں آئے گی۔ مولا ناروم

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عطر فروش کا دوست عطر کی دوکان پر روزانہ جائے اور ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہے تو آہستہ آہستہ اس میں عطر کی مانوسیت پیدا ہوتی جائے گی۔ کبھی عطر کا نام پوچھے لے گا، کبھی خوشبو سونگھے لے گا، کبھی اس کا تعارف سن لے گا، تو رفتہ رفتہ ایک دن عطر خرید لے گا یا عطر فروش مفت میں عطر ہدیہ و عطیہ دے دے گا تو اس صحبت سے اس کا جسم و جان معطر ہو جائیں گے۔ صحبت سے کان الکافر مؤمنًا، وکان الفاسق ولیًا کی قدر تیں اور اس کی کرشمے کائنات میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس لیے فسادِ نیت کے باوجود صحبت اہل اللہ نہ چھوڑے۔

ادب: (بے عمل سالک پوری جماعت کی بدننامی کا سبب بنتا ہے)

سالک ایک سلسلے سے وابستہ ہوتا ہے عام لوگ اس کو سلسلے کا نمائندہ سمجھتے ہیں، اگر کوئی ایک سالک بھی بد عمل یا غیر ذمہ دار ہو تو عوام پر اس کا برا اثر ہوتا ہے، بعض لوگ اس کو دیکھ کر اس بد عملی کی جرأت کریں گے اور بعض لوگ اہل اللہ سے اور سلسلہ سے بدگمان ہو جائیں گے، تو اس کا سبب سالک کا عمل اور رویہ ہے تو ہم خود یصدون عن سبیل اللہ کا مصداق بن گئے، کیونکہ روکنا کبھی ہاتھ اور منہ سے ہوتا ہے اور کبھی منشاء اور وجہ بننے سے روکنا ہوتا ہے۔ تساہل بھی ایک وجہ کا روکنا ہے، میرے پیرو مرشد مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے سالک کو اپنا دنیاوی کام خوب کرنا چاہیے، اپنی تجارت اور کارکردگی کو وسعت دے تاکہ لوگ یہ سمجھیں یہ سلسلہ کی برکت ہے یہ ذکر کی برکت ہے، یہ اللہ والوں کی صحبت کی برکت ہے، اگر کوئی سالک غلط روی سے کاروبار کو چھوڑتا ہے یا کارکردگی میں سستی اور غفلت کرتا ہے، بیوی بچوں سے بے پروا رہتا ہے، یا اعمال میں کوتاہی کرتا ہے تو لوگ سلسلے سے خوف کریں گے۔ اور اعمال سے اور ذکر سے دور بھاگیں گے۔ اللہ پاک ہم کو بدننامی سے محفوظ فرمائیں۔ (آمین)

ادب: (سالک کو چاہیے کہ نوافل کا اہتمام رکھے)

اپنے استاذ اور مربی حضرت مفتی عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں میں نے عرض کیا سفر کی حالت میں سنن رواتب نفل اور مستحب درجے میں ہیں ان کو پڑھنا کوئی

ضروری نہیں تو ارشاد فرمایا سفر کی دو حالتیں ہیں (۱) سفر فرار (۲) سفر قرار۔ سفر فرار یہ ہے کہ مسلسل جاری رہے جیسے لاہور سے کراچی تک یا پاکستان سے سعودیہ تک، سعودیہ میں ہوٹل کے قیام تک، اس میں اگر نہ پڑھے، تو کوئی نقصان نہیں۔ اور دوسرا سفر قرار ہے جیسے لاہور سے کراچی تک مگر سکھر یا حیدرآباد میں رات دن کا قیام کیا تو اس میں سُننِ راتبہ چھوڑنا نقصان ہے پھر فرمایا مولوی صاحب آپ کو پتہ ہے نفل اور مستحب سے کیا حاصل ہوتا ہے، نفل سے قرب الہی حاصل ہوتا ہے اور مستحب سے اللہ کی محبوبیت حاصل ہوتی ہے، آج سفر میں مشقت نہیں تیز رفتار آرام دہ سواریاں ہیں جا بجا کھانے، پینے اور ضروریات کے اسباب مہیا ہیں۔ آدمی وضو کر کے سواری پہ بیٹھ جائے، نہ استقبال قبلہ کی پابندی، نہ رکوع سجود ضروری بلکہ اشارہ کافی ہے۔ نفل پڑھتا رہے، سفر بھی جاری رہے اللہ پاک کا قرب و محبوبیت بھی حاصل رہے۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

ادب: (تقوے کا اہتمام)

سالم کو چاہیے عمل اور تقویٰ کا اہتمام کرے کیونکہ اعمال اور تقویٰ سے بندشیں اور رکاوٹیں دور ہوتی ہیں۔ اللہ پاک فرماتے ہیں ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً اور تقویٰ سے بے حساب، بے کتاب روزی ملتی ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں ویرزقہ من حیث لا یحتسب۔ اور تقویٰ سے سہولتیں اور آسانیاں ہوتی ہیں۔ مشکلات دور ہوتی ہیں، اللہ پاک فرماتے ہیں۔ ومن یتق اللہ یجعل لہ من امرہ یسر، تقویٰ سے آسمان و زمین سے برکات کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ ولو ان اهل القرى امنوا واتقوا لفتحنا علیہم برکات من السماء والارض اور فرمایا ولکن کذبوا لیکن یہ لوگ یقین نہیں رکھتے ہم اچانک ان کو پکڑ لیتے ہیں، تقویٰ سے عزت ملتی ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰیْکُمْ تقویٰ سے فہم سلیم اور نور بصیرت حاصل ہوتا ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں یا ایہا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقاناً۔ اے ایمان اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو، میں تمہیں فرقان عطا کروں گا یعنی ایسا نور بصیرت عطا کروں گا جس

سے آپ حق و باطل کے درمیان فرق کر سکیں گے۔ صحیح اور غلط کو پہچان لیں گے، دوست دشمن تمہارے سامنے چھپ نہیں سکتے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ ان الذین اتقوا اذا مسهم طائف من الشیطان تذکروا فاذا هم مبصرون۔ جب شیطانی جماعت انہیں نقصان پہنچانے کا ارادے کرے گی اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے تو ان کی شیطانی پرستش ہو جاؤ گے۔ قرآن و علامات سے تم دیکھ رہے ہو گے۔

ادب: (تقویٰ کیا ہے)

میرے پیر و مرشد مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تقویٰ یہ ہے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حکم دیا ہے وہ کرو اور جن چیزوں سے روکا ہے ان سے رک جاؤ اور جو تعلق مع اللہ اور تعلق مع الرسول میں نخل ہوں ان سے بچو۔ اگرچہ فی نفسہ وہ جائز کیوں نہ ہوں۔

ادب: (تقویٰ کہاں سے ملتا ہے)

قانون فطرت ہے ہر چیز اپنے مرکز سے ملتی ہے، ہزریات ہز منڈی سے، ادویات میڈیکل سٹور سے، اسی طرح تقویٰ اہل تقویٰ کے پاس ملتا ہے، اللہ پاک فرماتے ہیں۔ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین! اور آگے تاکید مضمون ہے ما کان لاهل المدینة ومن حولہم من الاعراب ان یتخلفوا عن رسول اللہ اس آیت میں حکم ہے میرے پیغمبر کو چھوڑ کے گھروں میں مت بیٹھے رہو، صرف کاروبار میں مت لگے رہو، آرام کوشی اور تن آسانی میں نہ لگے رہو بلکہ میرے پیغمبر کے مساعی اور مجاہدات میں شریک رہو، تو سالک کو چاہیے اپنے مرشد کی صحبت کا التزام رکھے، ایک نظام بنائے جس سے خاندانی امور اور معاشی ذمہ داریاں بھی چلتی رہیں اور شیخ کی صحبت اور خدمت کی برکات بھی حاصل کرتا رہے۔

ادب: (اہل تقویٰ کی صحبت سے خود اللہ پاک ملتے ہیں)

اللہ پاک فرماتے ہیں۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون یقین کرو میں اللہ اہل تقویٰ کی معیت میں اور عامل بالسنہ کی صحبت میں ملوں گا، محسن

کا ایک معنی ہے عالمین سنت تو قرآن پاک کی آیات مبارکہ سے صحبت کی ضرورت اور اہمیت واضح ہوتی ہے!

ادب: (چھ نمبر)

سلسلہ نقشبند کے ابتدائی چھ نمبر ہیں۔ (۱) ذکر (۲) فکر (۳) تلاوت (۴) درود شریف دوسو مرتبہ (۵) استغفار دوسو مرتبہ۔ (۶) دین سمجھنے اور سنت کی تربیت حاصل کرنے کے لئے رابطہ شیخ، صحبت شیخ۔

(۱) ذکر:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۖ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝

اے ایمان والو! اللہ کا ذکر، ذکر کثیر، اور صبح شام تسبیح کرو جو اللہ یصلی علیکم وعلیٰ آلہ وسلم لیخرجکم من الظلمات الی النور۔ میں اللہ تمہیں ظلمات سے نکال کے نور کی طرف لے آؤں گا۔ یہ تینوں وعدے کثرت ذکر اور دوام ذکر کے ساتھ ہیں۔ کثرت تو لفظ کثیر سے ظاہر ہے اور دوام امر کے صیغہ اذکروا سے نکلتا ہے، کیونکہ جب کوئی قرینہ صارفہ نہ ہو تو امر کا مقتضاء حقیقی دوام و استمرار ہے۔

اسی کو میرے پیرو مرشد مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ اس طرح تعبیر فرماتے تھے، ہر گھڑی ہر آن یہ رہے دھیان کہ میرا دل کر رہا ہے اللہ اللہ۔ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، کھاتے پیتے، دل میں نیت رکھنا کہ دل کر رہا ہے اللہ اللہ اللہ، دل کرے نہ کرے صرف نیت کر لینا کافی ہے۔ حتیٰ کہ عین پیشاب، پاخانہ کے وقت بھی دل میں نیت رکھو کہ دل کر رہا ہے اللہ اللہ۔ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ان رسول اللہ ﷺ کرفی کل احيائه۔ محدثین، اس حدیث کو باب آداب الخلد میں ذکر کرتے ہیں۔

فقیر امت ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا منشا یہ ہے عین خلد (تقاضہ حاجت) کے وقت بھی ذکر کرنا، آداب خلد میں سے ہے۔ تو کثرت ذکر اور دوام ذکر یعنی ذکر قلبی ہر وقت ضروری ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَ

اِخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَا يُتْلَى إِلَّا وَلِيَ الْأَلْكَابِ ۗ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَمًا وَقُتُودًا
وَعَلَى جُنُوبِهِمْ اِئْتَمَتِ بِرُجُلُهُمْ، لیئے، سوتے جو لوگ ذکر کرتے رہے ہیں یہ لوگ عقل والے
ہے ہیں تو کثرت ذکر و دوام ذکر ذکر قلبی سے ہو سکتا ہے۔ ذکر لسانی سے نہیں ہو سکتا کیونکہ
کھاتے پیتے یا گفتگو کے وقت یا کبھی حالت ناپاک ہوتی ہے۔ ان حالات میں ذکر لسانی
نہیں ہو سکتا مگر ذکر قلبی ہو سکتا ہے۔

(۲) فکر:

فکر یعنی مراقبہ کہ آنکھیں بند کر کے دوزانوں یا چارزانو بیٹھ کر زبان بند رکھے اور دل
میں خیال رکھے اللہ کی رحمت میرے دل میں آرہی ہے۔ عرش عظیم سے نور کی شعاعیں
میرے دل پر پڑ رہی ہیں اور میرا دل چمک رہا ہے اور کر رہا ہے اللہ اللہ اللہ، اور دل سے
قصد کرے، یہ باتیں صرف سمجھنے کی نہیں بلکہ کرنے سے آتی ہیں۔ وہ بھی از خود نہیں بلکہ شیخ
کی ہدایات کے مطابق اور شیخ کی نگرانی میں کرے گا تو تھوڑی محنت سے تھوڑے وقت
میں بہت فائدہ ہوگا اور اس مراقبہ کی متعدد صورتیں ہیں۔

سالک کے مرتبے اور مجاہدہ کے مطابق مشائخ تلقین فرماتے ہیں، کچھ عرصہ پہلے
فقیر نے سلسلہ نقشبند کے اسباق تحریر کر کے بعض سالکین کو دیے تھے اس میں پیر و مرشد
مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات و تلقینات کے مطابق مراقبہ کی متعدد صورتیں بیان
کر دی ہیں۔ وہ تحریر مولانا امیر عمر کراچی اور بھائی محمد حسن کراچی کے پاس موجود ہیں۔ محمد
ضیاء الرحمن کراچی کے پاس بھی موجود ہیں۔

ادب: (مراقبہ کی حقیقت و صورت)

مراقبہ کی ایک حقیقت ہے کہ اپنی توجہ شیخ کی طرف رکھے ادب اور سکون کے
ساتھ بیٹھا رہے تو عادت اللہ اسی طرح ہے۔ شیخ کے آثار رحمت سالک کے دل میں آتے
رہتے ہیں۔ اور ان کی توجہات سے اور ہدایات سے سالک میں تبدیلی آتی رہتی ہے۔ اور
دل کی کیفیات بدلتی رہتی ہیں۔ پھر شیخ کی توجہ جس قدر مضبوط ہوگی اور سالک میں طلب اور

حصول فیض کا شوق ہوگا اتنا ہی ملتا رہے گا۔

اور ایک مراقبہ کی صورت ہے کہ آنکھیں بند کر کے منہ پہ کپڑا ڈال لے اور دل میں یقین کر کے بیٹھے، میرا دل میرے شیخ کے سامنے ہے، اللہ کی رحمت میرے شیخ کے سینے میں آرہی ہے پھر ان کے واسطے سے اللہ کی رحمت میرے دل میں آرہی ہے تو دل کر رہا ہے اللہ اللہ۔ ایک دفعہ نیت کر لینا کافی ہے۔ استحضار نیت ضروری نہیں۔ یہ صورت ہے، مقصود حقیقت مراقبہ ہے۔ صورت صرف یکسوئی حاصل کرنے کے لیے ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو آپ ﷺ کی براہ راست محبت حاصل تھی۔ مشکوٰۃ نبوت (سینہ مبارک) صفات باری تعالیٰ کا مظہر اتم، انوارات کے بحر بے کراں سامنے تھے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ایسے ادب اور سکون سے بیٹھتے تھے کہ پرندے ان کے سروں پر آ بیٹھتے، جیسے کوئی بے جان لکڑی ہو، حصول فیض کے لیے دونوں طرف سے اسباب علی وجہ الائم موجود تھے۔ تو ان کو آج کل کی صورت مراقبہ مروجہ اختیار کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

آج دونوں طرف سے وہ اسباب نہیں ہیں تو حقیقت مراقبہ حاصل کرنے کے لیے صورت مراقبہ معین کے درجے میں ہے۔ کوئی امر دینی کوئی امر ضروری نہیں ہے۔

بدعت وہ چیز ہے جو عمل خیر القرون میں ثابت نہ ہو، بعد میں اس کو امر دین بنا لیا جائے، حقیقت مراقبہ قرآن سے ثابت ہے۔ واذ کراسم ربک وتبتل الیہ تبتیلاً، میرے شیخ میرے پیرو مرشد مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ اس کی تعبیر اس طرح فرماتے تھے۔ دنیا دانیما سے ہٹ کٹ کے اللہ سے لو لگا کے بیٹھنا، اور فیض کا انتظار کرنا۔

(۳) تلاوت کلام پاک:

اللہ پاک فرماتے ہیں:

علم ان لن تحصوه فتاب علیکم فاقرأوا ماتیسر من

القرآن۔۔۔ فاقرأوا ماتیسر من القرآن۔

اللہ پاک فرماتے ہیں مجھے معلوم ہے آپ تلاوت کا حق ادا نہیں کر سکیں گے بعض تم میں مریض ہیں، بعض ذریعہ معاش میں مبتلا ہیں، اور بعض قتال فی سبیل اللہ میں مشغول

ہیں۔ اگر میں پابند کردوں کہ پانچ پارے، دو پارے، ایک پارہ پڑھو، ممکن ہے تم نہ پڑھ سکو، بس اتنا پڑھو جو سہولت سے پڑھ سکو۔ ولایت قرآن پاک کی تلاوت میں ہے۔

فقیر نے خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر مراقبہ کیا اللہ کے فضل و کرم سے شیخ کی ملاقات ہوئی، فقیر نے عرض کیا آپ کو یہ مقام کیسے ملا، شیخ نے فرمایا، دو چیزوں سے، (۱) قرآن پاک کی تلاوت (۲) شیخ کی محبت۔ تلاوت کلام پاک کے بے شمار فضائل ہیں۔

(۳) درود شریف دو سو مرتبہ:

اللہ پاک فرماتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَسْبُكَ مَجِيْدٌ

اللہ کے حبیب ﷺ محسن کائنات ہیں۔ آپ ﷺ کے احسان کا بدلہ ہم نہیں دے سکتے تو اپنے فائدے کے لیے توصل بالصلوۃ ضروری ہے۔ اس کے بیشمار فضائل ہیں۔

(۵) استغفار دو سو مرتبہ:

اللہ پاک فرماتے ہیں۔ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ----- وَقَارًا۔

تم استغفار کرو، میں تمہارے گناہوں کو معاف کروں گا تم پر رحمت کی بارش برساؤں گا، مال و دولت میں برکت دوں گا، زرینہ اولاد عطا کروں گا اور تمہیں باغات عطا کروں گا، اور اتنی زمینیں عطا کروں گا کہ ان کی سیرابی کے لیے نہریں عطا کروں گا، تمہیں کیا ہے کہ تم استغفار سے وقار حاصل نہیں کرتے۔ استغفار کرو عزت پاؤ، میرے پیرو مرشد مرشد عالم رحمۃ اللہ اس آیت کا مفہوم اس طرح بیان فرماتے تھے اور استغفار کے فضائل اس کے علاوہ بیشمار ہیں۔

(۶) دین کا فہم اور تربیت

دین کا فہم اور تربیت حاصل کرنے کے لیے شیخ سے رابطہ رکھنا، رابطے کے چار ارکان ہیں۔

(۱) محبت: شیخ کے ساتھ محبت تمام محبتوں پر غالب ہو۔ (۲) اطاعت: آپ کی ہدایات پر پورے اخلاص کے ساتھ عمل کرے، جھوٹ، منافقت، فریب، چوری، لاگ لپیٹ نہ کرے، پھر دیکھے کہ کیسی ترقی ہوتی ہے۔ (۳) خدمت: اپنے جان و مال کو دین کی خدمت اور شیخ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے، قربان کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہے۔

(۴) عقیدت:

یہ عقیدہ رکھے، میرے لیے سب سے نفع میرا شیخ ہے بیشک کوئی علم میں بڑا ہو کوئی شہرت میں زیادہ ہو لیکن میرے لیے مفید (سب سے زیادہ فائدہ مند) میرا شیخ ہے۔ مبتدی سالک کو چاہیے وہ اپنے آپ کو شیخ کی مجلس تک محدود رکھے۔ اور اگر کسی مجلس میں شریک ہونا ضروری ہی ہو، کوشش کرے کہ بقدر ضرورت شرکت کرے، اور اگر کسی دوسرے شیخ کی بات دل کو لگے تو اس کے متعلق بھی یہی عقیدہ رکھے کہ یہ چیز بھی مجھے اپنے شیخ کے لطیفہ سے مل رہی ہے۔ کیونکہ ان چیزوں کی استعداد و معرفت شیخ کی توجہ اور محنت سے پیدا ہوتی ہے۔ لیکن ہر ایک کا ادب بھرپور کرے، ادب میں ترجیح اپنے شیخ کو دے صحبت کی بڑی تاکید آئی ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔

و اصابہ نفسک مع الذین یدعون ربہم بالغدواۃ والعشی

ذاکرین کی معیت پر صبر کا حکم ہے۔ یعنی صحبت اور معیت میں ڈٹے رہو، استقامت رکھو، ایک نظام کے مطابق اپنے کو پابند بناؤ۔ یہاں دو حکم ہیں ایک تو معیت کا حکم ہے دوسرا حکم معیت پر صبر کرنے اور پابند رہنے کا ہے۔

اس طرح واضح اور تاکید حکم دوسرے احکامات میں نہیں کیونکہ تمام اعمال اور ذکر

اذکار اور اسباق، معیت سے ہی تکمیل کو پہنچیں گے، اگر صحبت اور معیت نہیں ہے تو آہستہ آہستہ تمام اعمال چھوٹ جائیں گے۔ میرے شیخ میرے پیرو مرشد مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ سلسلہ نقشبند کے اعمال بھی چھ ہیں۔ اگر کوئی چھ پورے نہیں کر سکتا تو کم از کم دو ہی کی پابندی کرے ذکر اور صحبت اور اگر دو نہیں ہو سکتے تو صحبت کا التزام رکھے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اپنے نو جوانوں کو میرے پاس لایا کرو، میں ان کو ٹوپی کا نہیں کہوں گا، میں ان کو ٹخنے ظاہر کرنے کا نہیں کہوں گا، میں صرف یہی کہوں گا میرے پاس آیا کرو۔

ادب: (نوافل و مستحبات کی پابندی کریں)

بخاری شریف میں سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا،

يَا عَبْدَ اللَّهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ ثُمَّ تَرَكَهُ
اے عبداللہ فلاں شخص کی طرح نہ ہونا جو رات کو نماز کے لیے اٹھا کرتا تھا لیکن
پھر چھوڑ دیا۔

آپ ﷺ نے اس ترک پر ناگواری اور کراہت کا اظہار فرمایا کہ مستحب کو معمول بنا کر ترک کر دینا مذموم و مکروہ ہے۔ معمولات کو چھوڑنے سے بڑی بے برکتی ہوتی ہے۔ مستحب عمل میں فتور ہونے لگے تو اس کا خلل کبھی مسمد ہو جاتا ہے، کہ عمر بھر پھر اس کی پابندی نصیب نہیں ہوتی۔ اور پھر یہ خلل متعدد بھی ہو جاتا ہے، کہ اس کا اثر دوسرے اعمال میں بھی ظاہر ہوتا ہے پہلے تہجد میں خلل آئے گا، پھر رفتہ رفتہ صبح کی نماز کی پابندی بھی نہیں رہے گی۔ یہ سارا فساد مستحب کی پابندی چھوڑنے سے ہوا۔

ادب: (اہل و عیال کی تربیت کریں)

سالک کو چاہیے کہ اپنے اہل و عیال کی تربیت کرے، حکمت اور محبت سے اعمال کا ماحول بنائے، کشیدگی پیدا نہ کرے، غیر محسوس طریقے سے بچوں کو اہل اللہ سے اور دینی

ماحول سے مانوس کرے، اللہ پاک فرماتے ہیں۔

وَوَهَبْنَا لَهُمُ إِيَّاهُمْ بِرَبِّهِمْ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمْ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿٥﴾

وَإِذْ قَالَ لُقْمَنُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَبْنِي لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿٦﴾

اللہ پاک فرماتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا

حدیث پاک میں ہے: کلکم راع وکلکم مسؤل عن رعیتہ

حدیث پاک میں ہے: مړو صبیانکم اذا بلغوا سبعاً۔

جب بچے سات سال میں ہو جائیں تو ان کو نماز کا حکم کرو۔

ظاہر ہے اس عمر میں نماز فرض نہیں ہے لیکن تخم پاشی کا وقت ہی ہے اس عمر میں جو بات دل میں بیٹھ جائے گی وہ عمر بھر کے لیے عادت بن جائے گی۔ اس طرح وضع قطع اور لباس سنت کے خلاف نہ ہو۔

ادب: (تقویٰ کی برکت)

سالک کو چاہیے کہ تقویٰ اختیار کرے کہ تقویٰ سے عمر میں برکت آتی ہے جو کام سو سال میں مکمل ہوتا تقویٰ کی برکت سے ایک سال میں ہو جاتا ہے، صاحب ہدایہ جب تک ہدایہ لکھتے رہے روزانہ روزہ رکھتے رہے۔ خدا معلوم کتنے سالوں میں یہ تصنیف مکمل ہوئی۔ علیحدہ بیٹھ کر لکھتے تھے۔ خادمہ کھانا سامنے لا کر رکھ دیتی تھی آپ یہ کھانا کسی نا آشنا مسافر کو دیدیتے تھے۔ کئی سالوں کے بعد یہ عمل کسی کے سامنے آیا، یہ برکت تقویٰ سے حاصل ہوئی۔

ادب: (سالک کو سادگی کی ضرورت ہے)

آدمی جس جماعت میں داخل ہو تو پھر وضع قطع بھی اسی کی سی ہونا چاہیے، نقشبند اہل

اللہ کی جماعت ہے اس کی وضع قطع بھی اہل اللہ جیسی ہو، سالک کے لیے بھی زیب و زینت ہے، خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ بے تکلف اور سادہ تھے۔ سر پہ عمامہ، ہاتھ میں عصا، گلے میں تسبیح اور چہرے پہ ذکر کے انوار، ملک کے کسی کو نے میں آپ کا مرید ہوتا لوگ اس کو پہچان لیتے تھے کہ یہ حضرت خواجہ صاحب کا خادم ہے۔

ادب: (اپنے ظاہر کو سنت کے مطابق بناؤ)

سالک کو چاہیے کہ باطنی نسبت کے ساتھ ساتھ ظاہری نسبت کا بھی خیال رکھے، اہل اللہ کے ساتھ تشابہ فضل اللہ کا مستحق بنا دیتا ہے، اصحاب سیر نے بیان کیا ہے کہ جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے کے لیے ساحرین کو جمع کیا تو ساحرین حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لباس میں اور ان کے تشابہ کے ساتھ میدان میں آئے، مقابلہ ہوتے ہی تمام ساحرین مسلمان ہو گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ پاک سے عرض کیا یہ سارا سامان فرعون کے اسلام کے لیے ہوا تھا مگر اس پر فضل نہ ہوا۔

ساحرین پر فضل ہوا کہ ان کو ایمان کی توفیق ہو گئی، اللہ پاک نے ارشاد فرمایا، یہ لوگ تیری صورت اختیار کر کے آئے تھے، میری رحمت نے پسند نہ کیا کہ میرے پیغمبر کے ساتھ مشابہت رکھنے والے دوزخ میں جائیں مگر فرعون کو اتنی مناسبت بھی نہ تھی، اس لیے وہ محروم رہا، سالک کو چاہیے اپنا ظاہر سنت کے مطابق رکھے، اللہ پاک فرماتے ہیں۔

واقصد فی مشیک واغضض من صوتک

اس میں ظاہری افعال اور آثار کو درست کرنے کا حکم ہے۔ تجربہ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ظاہری معیت کا اثر باطن میں ہوتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے انی اکل کما یأکل العبد میں کھانا اس طرح کھاتا ہوں جس طرح کوئی غلام کھاتا ہے۔

جب ظاہری اعمال کو درست کر لیا، باطن کو اللہ پاک درست کر دیں گے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

کہ جیسے آپ ﷺ کے اقوال مقدسہ و ارشاد مبارک متبوع ہیں۔ اس طرح

آپ ﷺ کے ظاہری افعال و ہیئت بھی متبوع ہیں۔

ادب: (صحبت سے تبدیلی آ جاتی ہے)

میرے پیرو مرشد فرماتے تھے بخاری شریف کی ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے اہل اللہ کی صحبت سے خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ ارتداد و مردودیت سے محفوظ رہے گا، ہاں یہ ممکن ہے کہ فسق و فجور کچھ اس سے وقوع میں آئیں۔

لیکن انجام اس کا ایمان و اعمال کے ساتھ ہوگا۔ لیکن صحبت کے بغیر ہزاروں برس کی عبادت میں بھی بجائے خود یہ اثر نہیں کہ وہ کسی کو مردودیت سے محفوظ رکھ سکے۔ چنانچہ شیطان نے لاکھوں برس عبادت کی۔

یک زمانہ صحبت باولیا بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ظاہر ہے ایسی چیز جو مردودیت سے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دے، وہ ہزار یا سال کی عبادت سے بڑھ کر ہے، جس میں یہ اثر نہ ہو! صحبت شیخ کے بغیر کوئی لاکھ تسبیح پڑھتا رہے کچھ نفع نہیں، بغیر صحبت شیخ کے نرا ذکر کافی نہیں۔ تجربہ کے بعد یہ کہتا ہوں، جو نفع شیخ کے پاس رہ کر ہوتا ہے وہ دور رہ کر نہیں ہوتا، جیسے لوہے میں مقناطیس کا اثر، درختوں میں پیوند کاری کا اثر، صحبت کے التزام سے ہوتا ہے۔

ادب: (صحبت کا بدل)

صحبت کا صحیح بدل تو کوئی چیز نہیں، بامر مجبوری، صحبت کا بدل یہ ہے اہل اللہ کے ملفوظات پڑھا کریں۔ ان کے تقویٰ و طہارت کی حکایتیں دیکھنا و سننا صحبت کا قائم مقام ہو جائے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ خوف خدا و خشیت الہی تقویٰ کا بیج ہے سالک پر جب امید و رجاء کا غلبہ ہو جائے تو اس کے حالات خراب ہو جاتے ہیں۔ حالات درست کرنے کے لیے خشیت الہی و خوف خدا ضروری ہے اللہ پاک فرماتے ہیں :

وَاِنِیْ لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَامَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

بیشک میں غفار ہوں اس شخص کے لیے جو توبہ کرے ایمان رکھے اور عمل کرے!

ادب: (خوف خدا پیدا کرنے کا طریقہ)

روزانہ مراقبہ موت و مراقبہ سوال جواب میزان کیا جائے اور اپنے اندر خشیت کی کیفیت پیدا کی جائے۔

ادب: (بیعت ضروری یا علم ضروری)

سالک کو چاہیے اگر اپنے نفس پر اطمینان ہو ضبط غالب ہو تو پہلے علم حاصل کرے، اور اگر اطمینان نہ ہو تو علم چھوڑ کر پہلے اپنی اصلاح کرے، یا شیخ کی صحبت و رابطے کا بھی ساتھ ساتھ التزام رکھے۔

ادب: (بد نگاہ سالک)

بد نگاہی نہایت مخفی اور نامحسوس گناہ ہے بعض سالک بد نگاہی میں بھی مبتلا ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو متقی سمجھتے ہیں، اس کو معمولی گناہ سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ آنکھوں کی بدکاری اور بدترین معصیت ہے، اور بدکار متقی نہیں ہو سکتا۔ حدیث پاک میں ہے:

انا غیور واللہ اغیر منی ومن غیرتہ حرم الفواحش
ما ظہر منها و ما بطن۔

میں بہت غیرت مند ہوں، اور اللہ تعالیٰ ہم سے زیادہ غیرت مند ہیں اور اسی غیرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بے شرمی کی باتوں کو ظاہری ہوں یا چھپی ہوئی ہوں، حرام قرار دیا ہے۔

اور ظاہر ہے حرام کا مرتکب متقی اور ولی نہیں ہو سکتا۔ حدیث پاک میں ہے آنکھ زنا کرتی ہے، اس کا دیکھنا زنا ہے، کان زنا کرتے ہیں، ان کا زنا سننا ہے، اور زبان زنا کرتی ہے اس کا زنا بولنا ہے، اور ہاتھ زنا کرتے ہیں۔ والقلب یتمنی و یشتمنی یعنی قلب کا گناہ سوچنا ہے، جس دل میں خوب صورت آنکھوں، خوب صورت رخساروں، خوب صورت ہونٹوں کے نقشے موجود ہوں، یہ گند گیاں بھر ہوئی ہوں اس کا دل کے افق پر محبت و معرفت کا سورج کیسے طلوع ہو سکتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔ الناظر والمنظور

ملعون، بالقصد وبالارادہ نظر کرنے والا یا اس ارادے سے زیب و زینت کرتا ہے یا کرتی ہے کہ پسندیدہ نظر ہو جاؤں، یہ دونوں ملعون ہیں۔

قرآن پاک میں ہے: ولا یضربن بارجلھن۔ اگر پاؤں میں ایسا زیور ہو جس کی چھنکار غیر محرموں تک پہنچتی ہو تو اس طرح پاؤں نہ رکھے جس کی آواز غیر محرم سن سکیں، تو جب زیور کی آواز کو غیر محرم کے لیے سننا حرام ہے اور عورتوں کو اس سے منع کیا گیا ہے، تو ان سے بولنا اور ان کو دیکھنا کیسے جائز ہوگا، حدیث پاک میں آتا ہے عورت خوشبو لگا کر مردوں کے سامنے گزرے، وہ عورت ایسی ویسی ہے، یعنی زانیہ ہے۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ:

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ مریدوں کے ساتھ چل رہے تھے، ایک حسین نصرانی لڑکا سامنے آیا، کسی مرید نے عرض کیا حضرت کیا ایسے خوبصورت لڑکے کو اللہ پاک جہنم میں ڈالیں گے۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تو نے حسین لڑکے کو بنظر استحسان دیکھا ہے۔ عنقریب تجھے اس کی سزا ملے گی، چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد اس شخص کو قرآن بھول گیا۔ رسائل قشیریہ میں ہے کہ ایک بزرگ طواف کر رہے تھے اور یک چشم تھے اور بار بار رورو رو کر کہتے:

اللهم انی عوذ بک من غضبک

اے اللہ میں تیرے غضب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

کسی نے پوچھا، اس قدر کیوں پریشان ہو، کہا میں نے ایک لڑکے کو بری نظر سے دیکھ لیا تھا، غیب سے طمانچہ لگا اور آنکھ باہر نکل پڑی، اب ڈر رہا ہوں یہ گناہ دوبارہ نہ ہو۔

ادب: (غیر اللہ کا قرب)

غیر اللہ کا قرب اللہ کے قرب کو ختم کرتا ہے، سالک کو چاہیے، غیر اللہ سے بحکلف دور رہنے کی کوشش کرے، عمدہ لباس کی دھن میں رہنا ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہنا، لذیذ غذاؤں کی فکر میں رہنا یہ سب غیر اللہ ہیں۔

سالک کو چاہیے ضرورت سے زائد ان کی طرف توجہ نہ دے صبر من الشہوات سے اور فخر والی اللہ سے یہی مقصود ہیں۔ ورنہ سالہا سال کی محنت سے بھی وہ اپنے اللہ کو یعنی اللہ کے قرب کو نہیں پاسکے گا۔

ادب: (خود کو چھوڑ کر دوسروں کی فکر کرنا)

سالک کو چاہیے پہلے اپنی اصلاح کی فکر کرے، اللہ پاک فرماتے ہیں
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مِنْ ضَلِّ
إِذَا هْتَدَيْتُمْ۔

اے ایمان والو! تم پر لازم ہے کہ اپنے آپ پر نظر رکھو، جب تم خود ہدایت یافتہ ہو گے تو گمراہ لوگ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔
اللہ پاک فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اقْوَا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا
اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ۔
ہاں اپنی اصلاح کے ساتھ دعوت الی اللہ پہ مامور ہے وہ بھی کرتا رہے خصوصاً اس نیت سے کرے کہ میری اپنی اصلاح ہو، کیونکہ یہ قانون طبعی ہے۔
کسی عمل کے فضائل بار بار پڑھنے سے، بار بار سننے سے اور بار بار اس کی تبلیغ کرنے سے خود کو عمل کا شوق پیدا ہو جاتا ہے۔

ادب: (اپنی اصلاح سے پہلے دعوت)

سالک کو چاہیے، جس معاملے میں اپنی اصلاح نہ ہو اس کی دعوت جاری رکھے، قرآن پاک میں ہے۔

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ
دعوت الی اللہ جاری رکھو، دل کو نرم کرنے والا وعظ کرو، حکمت سے لبریز باتوں سے تربیت کرو، سیئات کا احسن طریقے سے دفاع کرو، پہلے اپنی اصلاح کا مطلب یہ نہیں کہ

دعوت چھوڑ دو، بلکہ دعوت سے ہی نیت کرو کہ میری اپنی اصلاح ہو، اپنی اصلاح کی نیت نہ کرنا اور فکر نہ کرنا صرف دوسروں کی فکر میں پڑے رہنا یہ محض غیبت اور عیب جوئی ہے، شیطانی دھوکہ ہے۔ وہ آدمی دوسروں پر تبصرے کرتا رہے گا اور آخر میں اپنے دل کو تسلی دینے کے لیے اور اپنی برأت قائم رکھنے کے لیے کہہ دے گا۔ مجھے اُن سے تعلق ہے، یہ برائیاں دیکھ کر ہم کو رحم آتا ہے، خدا کرے یہ برائیاں کسی طرح چھوٹ جائیں، میں نے یہ بطور ان کی غیبت کے نہیں کہا بلکہ دلی دکھ کے اظہار کے لیے کہا، تو دیکھو شیطان نے اس سے کئی گناہ کرا لیے، دوسرے کی غیبت، برائی کی اشاعت، اپنے بھائی کی تذلیل اور سب سے بڑا نقصان یہ، ایک ہی کلمہ سے اپنی برأت اور اپنی اصلاح سے بے فکری، اللہ پاک فرماتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ

اِثْمٌ - - - - - تَوَابُ الرَّحِيمِ -

اے ایمان والو! سوؤ ظن سے اپنے آپ کو بچاؤ، اور لوگوں کی عیب جوئی مت کرو اور عیب گوئی مت کرو کیا تم اپنے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرو گے، ہرگز نہیں، تم کراہت کرو گے، اللہ سے ڈرو، تقویٰ اختیار کرو، توبہ کرو، اللہ پاک زبردست توبہ قبول کرنے والے ہیں۔ رحیم ہیں۔

اس آیت میں بعض الظن اثم کا جملہ فرمایا، اس لیے کہ شیخ کا سوؤ ظن یا استاذ یا والدین کا سوؤ ظن ممنوع نہیں، بلکہ تربیت اور ضرورت اصلاح کے لیے حالات کا تجسس و سوؤ ظن ضروری ہیں۔

ادب: (اصلاح کی طریقہ)

کتاب و سنت اور مشائخ سے جو اصلاح کا طریقہ بندہ فقیر کو معلوم ہوا ہے وہ دو طرح کا ہے (۱) عمومی خطاب۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے ام قیس رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا، اُس نے ہجرت کی شرط پر قبول کیا، اور خود ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے آئیں، وہ صحابی رضی

اللہ عنہ اگرچہ ہجرت کا ارادہ رکھتے تھے، لیکن اس نکاح کی ترغیب و تحریک سے جلدی ہجرت کر کے مدینہ شریف تشریف لے آئے۔

حضور اقدس ﷺ نے اس صحابی کی اصلاح کے لیے عمومی خطاب فرمایا: انما الاعمال بالنیات (الحديث) اعمال کا ثواب و عقاب نیت پر ہے۔ آگے فرمایا آدمی کو ثواب و عقاب نیت کے مطابق ملے گا، پھر آگے فرمایا: جس نے ہجرت کی اللہ اور اللہ کے رسول کی رضا کے لیے وہ عند اللہ مقبول ہے اور جس نے ہجرت کی دنیا کے لیے یا عورت کے لیے تو یہ ہجرت انہی کے لیے ہے۔

دوسرا طریقہ خصوصی نصیحت کا ہے کہ اصلاح کے لیے خلوت میں نصیحت کرے، یہ طریقہ خیر خواہی کا ہے، اور اس میں حفاظت عزت ہے اور مؤثر بھی ہوگا انشاء اللہ۔

ادب: (اصلاح کا ایک اور طریقہ)

اصلاح کا ایک تیسرا طریقہ بھی ہے کہ ماحول مہیا کرے، غیر محسوس انداز میں صحبت مہیا کرے۔ ایک ڈاکٹر صاحب جن کا بہت بڑا ہسپتال ہے، سلسلے میں داخل ہیں، مجھ سے شکایت کی کہ میرا بیٹا نماز نہیں پڑھتا، آوارہ گردی کرتا ہے، اس کو میں نے بہت سمجھایا، دلائل سے، پیار سے، حکمت سے، مگر وہ ٹھیک نہیں ہو رہا، فقیر نے عرض کیا غیر محسوس انداز میں اس کو ماحول مہیا کرو، نصیحت کرنا اور سمجھانا چھوڑ دو، اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہو، مانگتے رہو، ماحول کا مطلب یہ ہے کہ جب جماعت والے مسجد میں آئیں تو بچے سے یہ نہ کہو کہ وقت لگاؤ، ساتھ بیٹھو، بلکہ ان کو مسواک دیدو اور کہو کہ بیٹا یہ جماعت والوں میں تقسیم کردو، اور کبھی چائے کی چینک اس کے ہاتھ بھیج دو اور کبھی اس کے ذریعہ سے برتن منگوا لو۔ اس طرح کوئی اللہ والا آیا ہوا ہو تو یہی معاملہ کرو تو الحمد للہ اس کا بیٹا آج پٹرول پمپ کا مالک ہے اپنی مسجد کے ماحول کا فکر مند ہے، اپنی مسجد کی امامت و خطابت کا منتظم اعلیٰ ہے، اہل اللہ سے محبت رکھتا ہے قرآن پاک میں ہے۔

ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون

یقین کرو میں اللہ صاحب تقویٰ عامل بالسنۃ کی معیت میں ہوتا ہوں۔ تو اس ماحول

سے اس کو معیت کی برکت حاصل ہوگی۔

غیر محسوس تہدیلی آئے گی، جہاں شیر ہو اس ماحول میں شیر کی بو آتی ہے، جہاں اونٹ ہوں، بکریاں ہوں، خود بخود بو آتی ہے، جہاں عطر کی دکان ہو وہاں خود بخود خوشبو آتی ہے، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ صحبت سے معیت کی برکت حاصل نہ ہو؟

ادب: (غیبت سے بچو)

سالک کو چاہیے نہ غیبت کرے نہ غیبت سنے بالکل پرہیز کرے، حدیث پاک میں آتا ہے:

الغیبة اشد من الزنا

زنا سے بھی زیادہ شدید گناہ غیبت ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے، غیبت نیکیوں کو ایسے کھا جاتی ہے جیسے آگ خشک لکڑیوں کو، پھر اس میں تضييع وقت ہے اور جس جماعت میں ہم آئے ہوئے ہیں اس کی بدنامی ہے اور یقیناً یہ غیبت دوسرے کے پاس پہنچے گی۔

تو حسد اور بغض اور توڑ پیدا ہوگا، اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کے سلسلے کا کام، آپ کا تصوف و سلوک پر بہت برے اثرات پڑیں گے۔

غیبت کیا ہے

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، غیبت یہ ہے کسی کے پس پشت یا کسی کے غائبانہ ایسی برائی بیان کرنا کہ اگر اس کے سامنے کی جائے تو اس کو رنج پہنچے، اگرچہ وہ بات سچی ہو، اور اگر وہ بات سچی نہ ہو تو وہ بہتان ہے اور سننے والا اگر منع کرنے پر قادر ہو تو اس کا سنتے رہنا بھی غیبت کے حکم میں ہے، غیبت ایسا گناہ ہے کہ مجنوں یا بچے کی، یا کافر ذمی کی غیبت کرنا بھی حرام ہے، اس طرح کبھی غیبت فعل سے ہوتی ہے، جیسے نابینا کی نقل کر کے، یا لنگڑے کی نقل کر کے چلنا، یا کسی کے کپڑوں کی طرف اشارہ کرنا جس سے اس کی حقارت ہو، یہ سب ایسے گناہ ہیں، سالک کو بے وقار بنادیں گے، دین کا بھی نقصان ہے دنیا کا بھی

نقصان ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے، کسی کے مکان میں یا سواری اور اولاد میں اس طرح اس کے متعلقات میں سے کسی چیز میں عیب نکالنا بھی غیبت ہے، آج کل اس کو تفریح طبع اور دل لگی کہہ دیتے ہیں، غیبت تو گناہ کبیرہ ہے۔

فضول باتیں بھی منکرات لسان میں داخل ہیں، ترمذی شریف کی حدیث ہے، حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَا مَعَاذَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ۔۔۔۔۔ الا اد لك بملأك ذلك كله۔

میں تمہیں ان تمام اعمال کی زیب و زینت بتاؤں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ارشاد فرمائیں یا رسول اللہ ﷺ!

فاخذ بلسانه فقال كف عليك، تو آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑا پھر فرمایا، اس پر کنٹرول کر، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا وانا المؤمنون بما نتكلم يا رسول الله ﷺ، ہم آپس میں ایسے دل لگی کی باتیں کرتے رہتے ہیں، جو بے مقصد ہوتی ہیں، کیا ان پر مؤاخذہ ہوگا، تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

هل يكب الناس على وجوههم او على مناخرهم الا حصائد

السننهم

یعنی لوگوں کو چہرے کے بل یا ناک کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اور اس کے گناہ صرف زبان کی کٹی ہوئی کھیتیاں ہوں گی۔ تو ہر مسلمان کو چاہیے، سالک کو خصوصی طور پر کہ فضول گوئی سے بھی پرہیز کرے۔

ادب: (کثرت کلام سے دل مردہ ہو جاتا ہے)

کثرت کلام سے تجربے اور مشاہدے سے ثابت ہے آدمی جھوٹ اور غیبت میں ضرور مبتلا ہو جاتا ہے، کثرت کلام سے دل میں ظلمت اور دل میں سختی پیدا ہوتی ہے،

ساری طاعات کا مدار تو دل ہے جب دل نور سے خالی ہو گیا اور اس میں سختی آگئی، تو اب گناہوں میں مبتلا ہونا کچھ بھی بعید نہیں، اور یہ بھی عام تجربہ سے ثابت ہے زیادہ بولنے والے پر روک ٹوک اثر نہیں کرتی حدیث و قرآن بھی اثر نہیں کرتا، کیونکہ دل مردہ ہو گیا، بات سننے اور قبول کرنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے!

ادب: (فضول سوالات کا جواب بھی نہ دیں)

سالک کو چاہیے، فرائض و واجبات سنن و مستحبات کی طرف مکمل توجہ رکھے فضول سوالوں کا بھی جواب نہ دے۔ اکثر لوگ سوال کرتے ہیں، موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام کیا تھا، آدم علیہ السلام کا نکاح کس نے پڑھا تھا۔ حضور اقدس ﷺ کے والدین ایماندار تھے یا نہیں۔ ایسے لوگ قابل رحم ہیں ان کی اصلاح کرو، ایک مولوی صاحب نے جواب دیا کہ تم کو نماز کے فرائض معلوم ہیں؟ کہنے لگا نہیں، تو مولوی صاحب نے فرمایا نصیب کی بات ہے قیامت کے دن جس کا سوال سب سے پہلے اس کی تم کو خبر نہیں اور حضور اقدس ﷺ کے والدین کا ایمان جس کے متعلق نہ قیامت میں ہم سے سوال ہوگا، نہ قبر میں، تمہیں اس کی فکر ہوگئی، حدیث پاک میں آتا ہے حضور اقدس ﷺ سے کسی نے سوال کیا کہ اگر کسی کو گمشدہ اونٹ ملے تو کیا کرے، آپ ﷺ نے فرمایا! اللہ پاک نے اونٹ کو سوزے پہنائے ہیں، وہ پہاڑوں میں ریگستانوں میں چل سکتا ہے اس کے پیٹ میں پانی کا ایک مشکیزہ ہے وہ عرصہ تک اس کا پانی پی سکتا ہے، اللہ پاک نے اس کو لمبی گردن اور لمبی لاتیں دی ہیں وہ اونچے اونچے درختوں سے کھا سکتا ہے یعنی تجھے اس کی فکر نہیں کرنی چاہیے، تو آپ ﷺ نے اس سوال پر کراہت کا اظہار فرمایا، اور قرآن پاک میں ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءٍ ان تَبَدَّلَ لَكُمْ تَسْوُؤُهُمْ

اے ایمان والو! معاملات غیر ضروریہ کے متعلق سوال نہ کرو، اگر تمہیں ایسا

جواب ملا جو تمہارے لیے ہنک عزت یا دشواری کا باعث ہو، تو تم پریشان

ہو جاؤ گے۔

حدیث پاک میں آتا ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے سوال کیا میں حلالی ہوں یا حرامی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا تم حلالی ہو، اپنے باپ سے ہو، تو اس صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ سوال، جواب اپنی والدہ کو سنایا تو والدہ ناراض ہوئیں کہ بیٹا ایسے سوال نہیں کرنے چاہئیں، اسلام سے پہلے ہم جہالت میں تھے، جانور تھے، کسی گناہ کی کوئی رکاوٹ نہیں تھی، اگر خدا نخواستہ یہ گناہ بھی میرا ہوتا تو اس سوال کے جواب سے تم ہمیشہ کے لیے رسوا ہو جاتے۔

ادب: (سالمک کو چاہیے کہ کھانے پینے میں سلیقہ رکھے)

سالمک کو چاہیے، زیادہ کھانے یا لذیذ کھانے کا شوق نہ رکھے، کیونکہ زیادہ کھانا یا لذیذ کھانا شہوت کو پیدا کرتا ہے، اور یہ خطرناک مرض ہے، زیادہ کھانے سے اعمال میں سستی، کاہلی آ جاتی ہے، نیند کا غلبہ ہوتا ہے، اور بدہضمی کی شکایت بھی پیدا ہو جاتی ہے، پھر ہر وقت آدمی بیمار ہونے لگتا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے ایک نصرانی بادشاہ نے ایک حکیم مدینہ طیبہ کی طرف بھیجا کہ یہ اہل ایمان کا علاج کرے گا، وہ ایک سال تک رہا، اہل ایمان سے کوئی بیمار نہ ہوا، حضور اقدس ﷺ نے اس کو واپس بھیج دیا اور فرمایا کہ ہم لوگ بغیر بھوک کے نہیں کھاتے۔ اور کچھ بھوک ابھی باقی ہوتی ہے کہ ہم کھانا چھوڑ دیتے ہیں، اس لیے ہمیں حکیم کی ضرورت نہیں!

ادب: (نیند میں اور آرام کرنے میں اعتدال)

سالمک کو چاہیے کہ نیند میں اور آرام کرنے میں اعتدال رکھے، آرام اتنا کرے جس سے صحت اور طاقت بحال رہے، اور سکون اور اطمینان کے ساتھ اعمال کی توفیق نصیب ہو، زیادہ سونے سے غفلت اور خمول پیدا ہوتا ہے، اس طرح اوقات کی پابندی بھی نصیب نہیں ہوگی، اعمال اور کاروبار میں شدید بد نظمی ہوگی، یہی بد نظمی ناکامیوں کی جڑ ہے، ایسے شخص کی اکثر نمازیں بے وقت یا تنگ وقت میں ادا ہوتی ہیں، اور عین ممکن ہے عشا اور

فجر قضا بھی ہوتی ہوں۔

اور تہجد جیسی نعمت اس کو نصیب بھی نہ ہوگی، ہمارے اکابر کو نیند پر ضبط حاصل تھا۔ ہمارے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ جس وقت کی نیت فرماتے کہ اس وقت اٹھنا ہے اسی وقت آنکھ کھل جاتی، خواہ ایک گھنٹہ یا آدھا گھنٹہ پہلے سوئے ہوں۔ حضرت سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بھی یہی سنا ہے، ہمارے تمام اکابر ہی ایسے تھے۔

ادب: (اپنے پردوسروں کو ترجیح دو)

سالک کو چاہیے کہ اپنے آرام پردوسروں کے آرام کو ترجیح دے، قرآن پاک میں ہے:

وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

اپنی ضرورت اور حاجت کے باوجود دوسروں کی حاجت کو ترجیح دیتے تھے، یہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حق میں فرمایا گیا ہے، رسائل قشیریہ میں ہے، ایک اللہ والے نے محلے کے مرجانے والے ایک آدمی کو خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں ٹہل رہا ہے پوچھا کہ تیرے ساتھ کیا معاملہ ہوا۔ اس نے کہا: ایک درخت کی موٹی ٹہنی راستے پر جھکی ہوئی تھی، آنے جانے والوں کو تکلیف ہوتی تھی، میں نے اس کو کاٹ دیا، تو اللہ پاک نے اس وجہ سے میری مغفرت کر دی۔

حدیث پاک میں ہے ایک زانیہ عورت کی مغفرت اس عمل سے ہوئی کہ اس نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا کہ اپنا سوزہ دوپٹے سے باندھ کر کنویں میں ڈال کر پانی نکالا اور کتے کو پلایا۔

حدیث پاک میں آتا ہے ایک عورت کی بخشش اس لیے ہوئی کہ سردی کے موسم میں بلی کے بچے کو اپنی رضائی میں لے لیا۔

شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ سلوک حاصل کر رہے تھے ان کے دل پہ القاء ہوا سلوک کا جزء اعظم مخلوق کی خدمت اور راحت ہے تو وہ مسافر خانے میں جاتے، اس

طرح اڈوں اور چوراہوں پر مسافروں کی خدمت کرتے، ان کو آرام پہنچاتے، کچھ عرصہ کے بعد الہام ہوا کہ میں نے کہا، میری مخلوق کی خدمت کرو، میری مخلوق صرف انسان نہیں، حیوان بھی میری مخلوق ہیں تو پھر یہ انسانوں کی بھی خدمت کرتے، اور مال مویشی کی بھی گھاس ان کے لیے لاتے تھے، اُن کو چرانے کے لیے لے جاتے، پانی پلاتے، کچھ عرصہ کے بعد الہام ہوا کہ میں نے کہا میری مخلوق کی خدمت کرو، میری مخلوق صرف حلال مال نہیں، حرام مال بھی میری مخلوق ہے تو اب وہ کتوں اور بیلوں کی بھی خدمت کرتے کہ قصابوں کی دکانوں سے گوشت اور ہڈیاں چین کے لے آتے اور ان کو کھلاتے۔

ایک دفعہ قبرستان میں بیٹھے، ذکر اللہ میں مصروف تھے دیکھا کہ ایک دھنسی ہوئی قبر پر کتیا کھڑی ہے، نہایت کمزور، اور آبادی کی طرف منہ کر کے حیران اور پریشان کھڑی ہے اور قبر کے اندر سے اس کے بچوں کی آوازیں آرہی ہیں وہ سمجھ گئے کہ کتیا بھوکے ہے آبادی کی طرف جانا چاہتی ہے مگر بچوں کی وجہ سے نہیں جا رہی، تو شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے قبرستان سے نکل کر مٹھائی والے سے مٹھائی لی، اور واپس قبرستان کا رخ کیا مٹھائی والے کو شک ہوا کہ یہ صوفی کسی عورت کی ملاقات کے لیے گیا ہے، تو وہ بھی چھپتے چھپتے پیچھے چلا گیا، دیکھتا ہے کہ صوفی نے کتیا کو مٹھائی ڈالی، وہ کھا گئی، دوسری بار ڈالی وہ کھا گئی، تیری بار ڈالی تو کتیا نے آسمان کی طرف منہ کیا تو آسمان سے آواز آئی تیری خدمت قبول ہو گئی، ہم نے تجھے ولایت کا تاج پہنا دیا، اور شیخ کا جسم سورج کی طرح چمک رہا تھا، مٹھائی والے نے جب سارا حال دیکھا تو نادام ہوا جلدی جلدی شیخ کے قدموں میں بیٹھ گیا اور معافی مانگتا رہا، تو بہ کرتا رہا، تو ہاتھ نے دوبارہ آواز دی، شیخ کے ساتھ بیٹھنے والے! اللہ پاک نے تجھے بھی قبول کر لیا ہے، تمہیں بھی ولایت کا مقام عطا کر دیا۔

تصوف بجز خدمتِ خلق نیست

گرچہ سجادہ و تسبیح و دلق نیست

یعنی تصوف و سلوک دوسروں کی خدمت اور دوسروں کو راحت پہنچانا ہے صرف لمبا کرتا، اور چونے کا نام تصوف و سلوک نہیں، آج خانقاہوں میں سالکین،

صاحبزادے بن کے بیٹھے ہیں، خدمت کا تصور تک نہیں بلکہ خدمت کے تقاضے کرتے رہتے ہیں۔ ناشتہ چاہیے، چائے چاہیے، تولیہ اور صابن چاہیے، بعض سالکین تو کپڑے دھلانے کے لیے سرف اور صابن بھی مانگتے ہیں اور اپنے پرہیزی غذا کے مطالبے پیش کرتے ہیں۔

بھلا ایسوں کو سلوک کیسے نصیب ہوگا، جو شیخ کے پاس بھی مخدوم بن کر رہیں۔ خانقاہ کی صفائی کا خیال نہیں، یہ سوچ کے آتے ہیں، بنا بنایا دسترخواں ملے گا، بچھے بچھائے بستر ملیں گے، بیٹھے بٹھائے ہاتھوں میں کھانا، پینا ملے گا، ہمارے حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں سالکین خدمت کا جذبہ رکھتے تھے۔ مولانا عبدالکریم جو سلسلے سے وابستہ تھے اور اسباق بھی پڑھتے تھے۔

گھر میں بھنگن آتی تھی، لیٹرینوں کی صفائی کر جاتی تھی، اس وقت فلش کی ترتیب نہیں ہوتی تھی تو والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تبلیغی سفر پہ تھے، والدہ صاحبہ نے مولانا عبدالکریم کے ذمہ لگایا کہ بھنگن تلاش کرو، تلاش کے باوجود اس کو بھنگن نہ ملی، شام کو اس نے کہا، جب تک بھنگن نہیں ملتی، بھنگی آیا کرے گا، وہ صفائی کر دے گا۔ تو روزانہ صبح صادق کے بعد وہ دروازے پہ آواز دیتا، خواتین پردے میں ہو جاتیں، بھنگی صفائی کر کے چلا جاتا، کچھ دنوں کے بعد حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے، ان کو حال حال واقعہ سنایا گیا، تو والد صاحب نے دوسرے روز صبح کو بھنگی کو دیکھا کہ اس وقت کون آتا ہے، دیکھا تو وہ مولوی عبدالکریم تھے تو حضرت والد صاحب نے فرمایا کہ یہ تم کیا کر رہے ہو، اس نے عرض کیا (حضرت) میں اپنے دل کی صفائی کر رہا ہوں۔ خدا کرے، کسی سالک کو یہ باتیں سمجھ میں آجائیں۔ شیطان بڑا دشمن ہے وہ دوسو سوں میں ڈالتا ہے۔

ادب: (سالکین کی بد حالی)

بعضوں کو دیکھا ہے کہ وہ خانقاہ میں آگئے لیکن چاہتے ہیں ہمیں کچھ کرنا نہ پڑے کبھی جام پور، کبھی ڈیرہ غازی خان، کبھی ایک مدرسہ میں، کبھی دوسرے مدرسہ میں، خوب

سیر کرتے ہیں تعلقات بڑھاتے ہیں، اپنا تعارف کراتے ہیں، دعوتیں کھاتے ہیں اور ان کو دعوتیں دیتے ہیں، ایسے لوگوں کے قلوب انوار سے خالی ہوتے ہیں۔ خانقاہ میں حاضر ہونے کا مقصد اصلاح اخلاق ہے۔ یعنی کبر، غضب، حسد، ریا، مکر و فریب، حرص طمع، غیبت، حرام خوری، فحش گوئی سے پرہیز اور لوگوں کی خدمت، اصلاح اخلاق کی جگہ آج صرف ایک ہی رہ گئی ہے خانقاہ، اگر اس میں بھی روک ٹوک اور تربیت نہ ہو، پھر تو مدت العمر اصلاح کی امید نہیں ہو سکتی۔

ادب: (سالکین کے لیے ضروری ہدایات)

خانقاہ میں آنے والوں کو یہ ہدایات کی جاتی ہیں۔

- ۱۔ لوگوں سے میل جول تعلق تعارف زہر آلود مٹھائی ہے اس سے بچو۔
- ۲۔ دوسرے کو حقیر مت سمجھو، دوسرے سے خدمت مت لو۔
- ۳۔ خانقاہ کے نظام کی پابندی کرو۔
- ۴۔ مسجد و خانقاہ کی صفائی اپنے ذمہ لو۔
- ۵۔ خانقاہ اور مسجد کی ہر چیز اپنے ٹھکانے پر رکھو۔
- ۶۔ طلب اور شوق رکھو۔ مجاہدہ اور اعمال میں کوشش کرو۔
- ۷۔ دس سال سے کم عمر بچوں کو خانقاہ و مسجد میں نہ لے آؤ، اسی طرح بغیر اجازت کے عورتوں کو نہ لے آؤ۔
- ۸۔ نوافل خصوصاً تہجد کا اہتمام و التزام کرو، معمولات و ہدایات کی پابندی کرو۔

ادب:

(سالک کو چاہیے دس سال سے کم عمر بچوں کو نہ لے آئے۔ جب شریعت نے ان کو مکلف نہیں بنایا، یہ کیوں تکلف کرتا ہے، اسی طرح پڑھائی کے ایام میں بھی بچوں کو چھٹی کرا کے نہ لے آئے، شور و غل کرنا، اچھلنا، کودنا، حرکتیں کرنا، یہ بچوں کا حق ہے اور ان کا ضروری مشغلہ ہے، سالک اپنے بچے کی محبت اور اس کی خدمت میں پریشان رہے گا۔ اپنا

مقصد فوت کر بیٹھے گا۔ حدیث پاک سے بھی یہی مفہوم حاصل ہوتا ہے کہ جب بچے سات سال کے ہوں تو ان کو نماز کا حکم کرو، تو اس عمر میں یہ حکم عادت ڈالنے کے لیے ہے، جب دس سال کی عمر ہو تو آہستہ آہستہ ان کو پابند بناؤ۔

ادب: (خواتین کو ساتھ نہ لائیں)

سالک کو چاہیے بغیر اجازت شیخ (عمومی یا خصوصی) خواتین کو ساتھ نہ لے آئیں کیونکہ اکثر و بیشتر ان کے ساتھ بچے ہوتے ہیں یہ خواتین کی مجبوری ہے۔ بچوں کا اچھلنا، کودنا، حرکتیں کرنا، اندر باہر آزاد پھرنا، یہ سب بچے کے حقوق ہیں اور اس کے لیے یہ سب کچھ مناسب ہیں لیکن اس سے خواتین اپنا مقصد حاصل نہیں کر سکتیں، اسی طرح اپنی عمر کے مطابق بچوں کے تقاضے اور وقت بے وقت کے مطالبے ہوتے ہیں جس سے خواتین اعمال اور اصلاح کے لیے اپنے آپ کو فارغ البال نہیں کر سکتیں، اور اس طرح خانقاہی ماحول بازار کا ماحول بن جاتا ہے۔ دوسرے کے لیے بھی پریشانی کا سبب ہوں گے نیز تجربے سے ثابت ہے بعض خواتین کے آنے کی غرض فاسد ہوتی ہے۔ جس سے خانقاہ ہی سے برائیاں پھیلنا شروع ہو جاتی ہیں، ایک عورت کا دیور عالم دین ہیں، مفتی ہیں، اور میرے مرید ہیں، میرے پاس آئے اور خوش ہو کر کہنے لگے، میری بھابی آپ کی خدمت میں دس پندرہ دن رہی ہے، آپ کی اور خانقاہ والوں کی خدمت کرتی رہی ہے کل واپس آئی ہے، بہت خوش ہے، نظام اور ماحول کی بڑی تعریف کرتی ہے، اب دوسری خواتین بھی اجازت چاہتی ہیں تحقیق کرنے پر معلوم ہوا وہ صرف آدھا گھنٹہ کے لیے آئی تھی، ادھر ادھر چل پھر کر موبائل پہ باتیں کرتی رہی۔ پھر باہر چلی گئی، اور دس بارہ دن غائب رہی اور گھر جا کر کہنے لگی کہ میں حضرت صاحب کی خدمت کرتی رہی، اس طرح جہاں باقاعدہ عورتوں کی نشستیں مقرر ہیں، وہاں بھی اس قسم کے کثیر واقعات سامنے آتے رہتے ہیں۔

ادب (عورتوں کی اصلاح کیسے ہو)

مردوں کی نسبت عورتوں کی اصلاح زیادہ ضروری ہے، میرے پیرو مرشد مرشد عالم

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مرد بنا، فرد بنا، عورت بنی، خاندان بنا پھر عورت میں قبولیت کی استعداد اور تربیت پذیری کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے۔ وہ بنتی بھی جلدی اور بگڑتی بھی جلدی ہے۔ اس لیے مسلسل ان کی تربیت اور نگرانی کی ضرورت ہے، بہتر یہ ہے کسی صاحب علم اور صاحب تقویٰ سے عورتوں کی اصلاح و تربیت کا مشورہ لیا جائے، اور اس کے مطابق کام کیا جائے۔ چند عمومی مشورے فقیر بھی عرض کرتا ہے۔

۱۔ تعلیم:

عورتوں کے لیے احکام و مسائل کی تعلیم کا انتظام کرے، اور عورت ہی پڑھائے، تعلیمی نصاب میں تعلیم الاسلام، بہشتی زیور، زبدۃ الفقہ

۲۔ قرآن پاک کی تفسیر:

تفسیر عثمانی کے ترتیب پر پڑھانی چاہیے، اور احادیث میں پہلے جوامع الکلم، پھر زاد الطالبین، پھر ریاض الصالحین آدھی ہو جائے یا دو تہائی، پھر مشکوٰۃ شریف کے منتخب ابواب، پھر بخاری شریف کے چند ابواب، اور طالبہ مڈل پاس ہو تو بہتر ورنہ پرائمری تک سکول کا مروجہ نصاب، اور انگلش قاعدے سے لے کر چھٹی جماعت کی کتاب تک۔ تجوید کے لیے رسالہ جمال القرآن اچھی طرح پڑھا جائے اور قرآن پاک کی مشق کرائی جائے، حسن صوت، جودت الفاظ اور علم الاوقات کی طرف خصوصی توجہ دلائی جائے۔

۳۔ تربیت:

تربیت کے لیے فضائل اعمال کی تعلیم اور اللہ کے حبیب ﷺ کی محبوب سنتوں والی کتاب سنا کر ان کی عملی تربیت کریں، اور ادعیہ ماثورہ اردو، عربی میں ان کو یاد کرائیں۔ اسی طرح اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت پر اور اولیاء کرام کے کرامات و واقعات کی کوئی کتاب ان کو سنانے کا اہتمام کریں۔ ماہوار یا سہ ماہی میں صاحب نسبت کسی اللہ والے سے ذکر اذکار کی مجالس قائم کرائیں۔ اسی طرح شائل کبریٰ، ہفتہ میں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ سنانے کا اہتمام کیا جائے۔

۴۔ مشغولیت:

عورتوں کی اصلاح کے لیے اس نمبر پر خصوصی توجہ رکھیں کہ ان کو مشغول رکھیں فارغ نہ ہونے دیں، فارغ بیٹھنے میں بیشمار برائیاں پیدا ہوتی ہیں، کبھی تعلیمی مصروفیات میں مشغول رکھیں کبھی تربیت اور اس کے تعلقات میں مشغول رکھیں، اور کبھی مدرسہ کی اور لیسرینوں کی نظافت و طہارت پر مشغول رکھیں اور کبھی ہفت روزہ یا ماہانہ تقاریر کی تیاری، حسن قرأت، حمد و ثناء اور فکر آخرت کے اشعار گوئی میں مشغول رکھیں۔ یہ نصاب سہولت کے ساتھ پڑھائیں، کوشش کریں کہ ایک سال میں یا دو سال میں فارغ ہو جائے، اور اپنے ماحول میں کام کرے۔

ادب: (استغناء ضروری ہے)

صاحب سلسلہ کو چاہیے خدا پر بھروسہ رکھے۔ اہل دنیا سے مستغنی ہو جائے، اس پر استقامت کر کے دیکھیں، اللہ تعالیٰ غیب سے مدد کریں گے۔ اور اہل دنیا کو اس کے قدموں میں ڈال دیں گے، وہ آپ کے محتاج ہوں گے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں:

وان لو استقاموا علی الطریقة لا سقیناھم ماء غدقا
اگر یہ لوگ طریقہ سنت پر استقامت رکھیں تو ہم ان کو رجا رجا کر کھلائیں گے،
پلائیں گے۔

صاحب سلسلہ کے پاس بقدر ضرورت دنیا موجود ہے لیکن اہل دنیا کے پاس دین کچھ بھی نہیں، تو ان کو ہر حالت میں دین کی ضرورت پڑے گی، نماز میں، روزہ میں، حج میں، عمرہ میں، صدقہ میں، خیرات میں، بیماریوں میں، پریشانیوں میں، غرض اگر صاحب سلسلہ بالکل استغناء کریں تو یہ لوگ خود چل کر آئیں گے۔ ہماری اپنی کمزوری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کا تعلق پیدا نہیں کرتے، رسول اللہ ﷺ کے سچے غلام بن کر نہیں رہتے، اگر ہم اپنی ذمہ داری پوری کریں تو ہمیں کسی کی پروا نہ رہے۔

ادب: (دعوتوں میں شریک ہونا)

صاحب سلسلہ کو چاہیے کہ وہ امراء کی دعوتوں میں شریک نہ ہو، امراء کی دعوت میں تقویٰ طہارت کا خیال نہیں ہوتا، پھر سنت کا اہتمام نہیں ہوتا، تو اس میں سلسلہ کی اور صاحب سلسلہ کی ذلت ہے، اسی طرح صاحب سلسلہ کو چاہیے دو کے اختلاف میں کسی کا فریق نہ بنے، کسی کا معین اور شاہد نہ بنے۔ بلکہ سب سے سے ایک جیسا حسن سلوک کرے ورنہ صاحب سلسلہ اور خود سلسلہ متنازعہ ہو جائے گا۔

ادب (نعم الامیر علی باب الفقیر)

شیخ الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے، جب امیر فقیر (اللہ والا) کے پاس آجائے تو اب وہ امیر نہیں بلکہ نعم الامیر ہے۔ تو صاحب سلسلہ کو چاہیے خود امراء سے تعلق پیدا نہ کرے، اور اگر وہ تعلق رکھیں تو انکار بھی نہ کرے، حدیث پاک میں آتا ہے۔

العلماء امناء الدين مالم يخالطوا الامراء فاذا خالطوا

الامراء فهم لصوص الدين فاحذروهم۔

علماء دین، دین کے امین ہیں، جب تک امراء سے مخالطت نہ رکھیں اور جب امراء میں گھسنے لگیں، ہم مذاق، ہم مشرب ہو جائیں تو وہ دین کے ڈاکو ہیں، ان سے لوگوں کو بچنا چاہیے۔

اس مخالطت سے مداہنت پیدا ہو جاتی ہے۔ حق تعالیٰ کی عظمت اور اہل حق کی محبت کی بجائے اہل دنیا کی عظمت آ جاتی ہے اور ان کے باطل طریقہ سے نفرت کم ہو جاتی ہے، پھر اپنی خواہشات اور ضروریات کی وجہ سے اظہار حق کی ہمت ختم ہو جاتی ہے۔

ادب: (مرتبہ کے لائق معاملہ کرے)

حدیث پاک میں آتا ہے انزلوا الناس منازلهم ہر ایک کے ساتھ اس کے مرتبہ کے مطابق معاملہ کرو، اس لیے صاحب سلسلہ کو امراء کے مرتبہ کی مطابق عزت

کرنی چاہیے۔ مگر تعلیم و تربیت میں کمی نہ کرے، ان کو دین مکمل سمجھائے، نفرت سے اور حقارت سے وہ دین سے دور ہو جائیں گے، عین ممکن ہے وہ کسی دین کے ڈاکو اور چاپلوسی اور خوشامدی کے جال میں پھنس جائیں یہ کتاب بڑا نقصان ہے۔

قوی القلب اور غنی النفس ہو کر امراء سے تعلق رکھے۔ تعلق کی ممانعت نہیں، تعلق (خوشامد) کی ممانعت ہے۔

ادب: (تقسیم کار)

ایک جماعت میرے پاس آئی کہ تعلیم و تدریس کا کام بنیادی ہے، درسگاہیں دین کے قلعے ہیں، انسان ساز فیکٹریاں ہیں، مدارس سے علماء، فقہاء، مشائخ، مبلغین، مناظرین، مجاہدین، تحقیق و تصنیف کے علوم، یہ سب مدارس کی مرہون منت ہیں، لہذا سب سے اہم اور بنیادی کام مدرسہ ہے اور درس و تدریس ہے۔ اس میں یکسو ہو کر کام کرتے رہنا چاہیے۔ کسی اور طرف توجہ نہیں دینی چاہیے۔

ایک دوسری جماعت آئی، اس نے کہا سب سے اہم کام تبلیغ ہے، اسلام تبلیغ سے پھیلا ہے، بلغوا عنی ولو ایتة فلیبلغ الشاهد الغائب کا حکم سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم دنیا میں پھیل گئے۔ دین کی تبلیغ کرتے رہے، باہر کی دنیا میں تبلیغ دین کے ذریعہ پہنچ سکتا ہے، لوگ کھیتوں میں ہیں، فیکٹریوں میں ہیں، دفتروں میں ہیں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ہیں، مارکیٹوں میں ہیں اور عدالتوں میں ہیں، مختلف شعبہ ہائے زندگی میں ہیں، ان تک دین پہنچانے کا ذریعہ صرف تبلیغ ہے، پھر دین تبلیغ سے جو متاثر ہوں گے وہ زندگی کے تمام شعبوں میں دیندار بن کر کام کریں گے، اور ان کے بچے درسگاہوں میں آئیں گے، عالم مفتی، شیخ، بنیں گے، لہذا بنیادی کام تبلیغ ہے۔

ایک تیسری جماعت آئی، وہ کہنے لگی، امن و فساد کا مدار، صلاح و بگاڑ کا مدار اعمال پر ہے اور اعمال کا جوڑ دل کے ساتھ ہے، اگر دل بن جائے تو اعمال ٹھیک ہو جائیں گے، اور جب اعمال ٹھیک ہوں گے تو حالات ٹھیک ہوں گے۔

حدیث پاک میں ہے:

الا ان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ ، واذا فسدت فسد الجسد کلہ ۔

لہذا سب سے بنیادی کام دل کو ٹھیک کرنا ہے، فوج ہو، دل ٹھیک نہ ہوں بگاڑ زیادہ ہوگا، عدالتیں ہوں، وکلاء ہوں، مارکیٹوں میں بیٹھنے والے لوگ ہوں، ہزار قانون بناؤ، قانون نافذ کرنے والے ادارے بناؤ، سزائیں بڑھاؤ، جب تک دل ٹھیک نہیں ہوگا بگاڑ بڑھتا رہے گا اور دل ٹھیک ہوتا ہے ذکر اللہ سے اور صحبت اہل اللہ سے۔

حدیث پاک میں آتا ہے۔

لکل شی صقالۃ وصقالۃ القلب ذکر اللہ

ذکر اللہ اور صحبت اہل اللہ سے تجربہ شاہد ہے کہ کافر، مؤمن بن جاتا ہے، مؤمن ولی ہو جاتا ہے، لہذا تمام شعبہ ہائے زندگی میں آج وقت کی ضرورت ہے کہ صرف ذکر اللہ کی دعوت دی جائے، اور محبت و صحبت اولیاء کی دعوت دی جائے، یہ دعوت مختصر بھی ہے، پرکشش اور قابل قبول بھی ہے اور اصلاح کا مؤثر طریقہ ہے۔

ایک چوتھی جماعت آئی وہ کہنے لگی، اسلام کی شان و شوکت سیاسی قوت میں ہے مدینہ طیبہ میں جب آپ ﷺ نے اسلامی حکومت قائم کر دی، تو کفر کی تمام طاقتیں ٹوٹ ٹوٹ کر اور جوق در جوق قبیلے اسلام میں داخل ہوئے، پھر جب تک اسلامی حکومتوں کو سیاسی استحکام رہا، اسلام دنیا میں غالب رہا، اور تمام شعبے ترقی پذیر رہے، اور جب سے اسلامی حکومتوں میں سیاسی زوال آیا، تمام شعبے منتشر ہوتے گئے، آج بھی یہود و نصاریٰ کی سازش یہی ہے۔ کوئی اسلامی ملک، کوئی اسلامی جماعت سیاسی طور پر مستحکم نہ ہو، آج ملک میں جس جماعت کو سیاسی استحکام حاصل ہے، اس کے ماتحت، اس کی ذیلی شاخیں مضبوط ہیں اور ان کے مقاصد محفوظ ہیں۔ آج یہ دور سیاسی قوت کا دور ہے۔ بنیادی کام یہ ہے کہ اسلامی اور دینی سیاست مضبوط ہو، سیاسی اتحاد ہو، تو اس کے استحکام سے تمام دینی و اسلامی شعبے مستحکم رہیں گے۔

ایک پانچویں جماعت آئی وہ کہنے لگی اسلامی بلندی و ترقی جہاد میں ہے، حدیث پاک میں ہے: **وَفَرَوْا سَنَامَهُ الْجَهَادِ** اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم رسول الملاحم ہیں یعنی جنگوں والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ حدیث پاک میں آتا ہے، جب مسلمان جہاد چھوڑ دیں گے، ذلیل ہو جائیں گے، آج کفر صرف اور صرف جہاد بالسیف سے ڈرتا ہے، جہاد کے زندہ کرنے کی آج ضرورت ہے، اگر تمام اسلامی ممالک جہاد کے لیے تیار ہو جائیں اور پورے نظم و نسق سے اپنی طاقت اور وسائل کو استعمال کریں تو کفر ہمارے سامنے ایک ہفتہ نہیں ٹھہر سکتا، لہذا آج سب سے زیادہ بنیادی اور اہم کام یہ ہے کہ جہاد شروع کیا جائے، پھر یہ آہستہ آہستہ بڑھے گا۔

یہ پانچ جماعتوں کے نظریے اور ان کے دلائل ہیں، میں نے عرض کیا ہر کام کی اپنی اہمیت اور فضیلت مسلم ہے، اس میں غلطی یہ ہے ہر کام کی جزوی فضیلت کو کلی فضیلت بنا لیا ہے، یہ سب کام ضروری ہیں، مسلمانوں کے لیے ان سب کو کرنا ضروری ہے، لیکن سب کو ملکر کرنے کا مطلب سمجھیں، اس کی مثال یہ ہے، جیسے ایک مکان تیار کیا جائے، اس کی تیاری کے لیے مستری کی ضرورت، ترکھان کی ضرورت، مزدور کی ضرورت، پلمبر کی ضرورت، سب کام ضروری ہیں۔ اب ان سب کو مل کر تعمیر کے کام کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ وہ یہ ہے، مزدور گارا اور اینٹ پہنچائے، مستری اینٹ لگائے، اور ترکھان لکڑی کا سامان تیار کرے، اس تقسیم کار سے سب مل کر کام کریں گے تو مکان تیار ہو جائے گا، اسی طرح یہ پانچوں نظریے اور دلائل مسلم ہیں، لیکن تقسیم کار ہو ہر ایک کام کے لیے ایک جماعت ہو، اپنے اپنے تجربہ کے مطابق ہر جماعت اپنے فرض منصبی پر کام کرے۔

ادب: (چندہ کے لیے ہدایات)

فقیر کی ذاتی رائے یہ ہے صاحب سلسلہ چندہ کی اپیل بالکل نہ کرے، روکھی، سوکھی، پر خود بھی گزارا کرے، اور طلباء اور فقراء کو بھی اسی کا عادی بنائے، استقامت کے ساتھ کام کرتا رہے، اللہ تعالیٰ اسباب بنادیں گے۔

عمومی خطاب میں لوگوں کو مسجد و مدرسہ کی ضروریات بتادے، اور دعا کے لیے ان سے درخواست کرے، ہاں اگر کوئی پوچھ لے، پھر اس کو مسجد، مدرسہ کی طرف متوجہ کرے، کوئی حرج نہیں۔

اسی طرح اہل علاقہ میں جو با اثر آدمی، مدرسہ و مسجد میں دلچسپی رکھے اور آپ کے ساتھ محبت و خدمت کا جذبہ رکھے اس کو ترغیب دو اور تیار کرو کہ وہ دوسرے لوگوں کو تعاون کی طرف متوجہ کرے، مدرسہ اور تعلیم کی اہمیت لوگوں کے دلوں میں بٹھائے۔

چندہ کی تحریک ضروری بھی ہو تو غرباء میں تحریک چلاؤ، کیونکہ غرباء کو دین سے تعلق زیادہ ہوتا ہے، اور علماء اور مشائخ سے عقیدت رکھتے ہیں۔ مسجد و مدرسہ اور علماء کی خدمت کو سعادت سمجھتے ہیں، اور چندہ ان کی کمائی کا حلال طیب ہوتا ہے، اور خوشی دل کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ سب حالات موجب برکات ہیں۔

ادب: (مدرسہ چلانے کا طریقہ)

صاحب سلسلہ کو چاہیے محض اللہ کی رضا کے لیے استغناء کے ساتھ کام کرتا رہے تو خود لوگ چل کر آئیں گے، اللہ تعالیٰ ان کو بھیجیں گے، اور آپ سے ضروریات کے متعلق پوچھیں گے، ایک وقت فقیر کے مدرسہ کی تنخواہ ہیں چھ ہزار بنتی تھیں، پیسوں کا کوئی بندوبست نہیں تھا، دوسرا مہینہ بھی نکلنے والا تھا، فقیر مشکوٰۃ شریف کا سبق پڑھا رہا تھا۔ دو سالک آئے، سبق سے فراغت کے بعد مجھے ملے اور ایک کہنے لگا کہ میری والدہ کی زمین کی پیداوار کا پیسہ آیا ہے، آپ کے مدرسہ میں دینا ہے، وہ پیسے میرے سامنے رکھے، وہ بارہ ہزار تھے، اللہ تعالیٰ ان کو خوش رکھے۔

مجھے اپنے دل میں ندامت ہوئی کہ میں نے اساتذہ کے لیے دو ماہ کی تنخواہیں اللہ سے مانگی تھیں، تو اللہ تعالیٰ نے بغیر سوال کے مجھے عطا کر دیں۔ اگر میں زیادہ مانگتا، وہ زیادہ عطا کرتے، ہمارے مانگنے میں کمی ہے، اس کے خزانوں میں کمی نہیں ہے، واللہ خزائن السموات والارض زمین آسمانوں کے خزانے میرے اللہ کے قبضہ و قدرت میں ہیں۔

مدرسہ میں کمروں کی ضرورت تھی، طلباء اور مہمانوں کے لیے رہائش گاہیں نہیں تھیں، رات دن اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہا، پانچ کمرے اور ان کے سامنے برآمدہ کی اشد ضرورت تھی، سلسلے سے وابستہ ایک سالک کا فون آیا کہ میں عمرے کے لیے والدہ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں ہوں، آپ کو شاید پیسوں کی ضرورت ہے مجھے حکم کریں تو میں پیسے بھیج دوں، فقیر نے کہا پانچ کمرے ان کے سامنے برآمدہ، تھمینہ آٹھ لاکھ ہے، اس نے کہا دو لاکھ ابھی ابھی میں پاکستان سے بھجوا دیتا ہوں، عمرہ سے فارغ ہو کر جب میں پاکستان پہنچوں گا باقی پیسے بھیج دوں گا۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

ایک وقت آیا، فقیر کے مدرسہ کی صرف ماہانہ تنخواہیں تیس ہزار تھیں، دو مہینے نکل گئے، تیسرا مہینہ شروع ہو گیا، پیسوں کا بندوبست نہ ہوا، طبیعت بڑی پریشان تھی، ہر وقت فکر غالب تھا، غریب مدرسین کے چہروں کو میں نہیں دیکھ سکتا تھا، ان کی ضروریات، ان کے دوا و علاج، بیوی بچوں کے تقاضے، اور یکمشت ساٹھ ہزار تنخواہیں، میرے لیے یہ مسئلہ بہت مشکل ہو گیا۔ شب جمعہ کو نیند میں خواب دیکھ رہا ہوں۔ ایک خوبصورت تخت پر بزرگ بیٹھے ہیں، شفاف سفید کپڑے پہنے ہوئے، ان کا چہرہ نظر نہیں آتا، گہری گہری سفید کمر میں اپنے چہرہ کو چھپائے ہوئے ہے، فقیر نے زمین پر کھڑے ہوئے دونوں کہنیاں تخت پر رکھیں اور اس اللہ والے سے کہنے لگا، حضرت میرے غریب مدرسین ہیں، ان کا کوئی ذریعہ وسیلہ نہیں ہے، سوائے تنخواہ کے، لیکن تنخواہ کا کوئی بندوبست نہیں ہو رہا۔ آپ دعا فرمائیں، تو آپ نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے، میری نیند کھل گئی، آنکھوں سے آنسو جاری تھے، صبح جمعہ کے دن، جہاں میں جمعہ پڑھاتا تھا، میں نے جمعہ پڑھایا، جمعہ کے بعد حسب معمول درس حدیث دیا، فراغت کے بعد مسجد میں بیٹھ گیا، طبیعت پر گرانی اور پریشانی مسلط تھی کہ ایک صاحب، میرے قریب ہوئے اور کہنے لگے، آپ کو کتنے پیسوں کی ضرورت ہے، فقیر نے کہا ساٹھ ہزار، اس نے ساٹھ ہزار دے دیے۔ اس کے بعد فقیر کو خیال آیا کہ تیسرے مہینے کی تنخواہیں ملا کر اللہ سے میں نوے ہزار مانگتا تو اللہ تعالیٰ مجھے نوے ہزار عطاء کرتے۔ مگر جتنا میرا دامن تھا اتنا مجھے ملا۔

ادب: (چند ضروری مشورے)

- ۱۔ سلسلہ کے کام کرنے اور دین پر عمل کرنے کا مدار سلف صالحین کی عظمت پر ہے۔ اس لیے بہت ضروری ہے کہ ان پہ تنقید و تنقیص نہ کرے اور نہ کرنے دے۔
- ۲۔ لوگوں کو دین دار بننے کی ترغیب دو، مولوی بننے کی ترغیب دینا ضروری نہیں۔
- ۳۔ اہل علم اور صاحب سلسلہ میں یہ دو باتیں تباہ کن ہیں، (۱) کبر (۲) حرص
- ۴۔ جیب میں ایک چھوٹی کاپی اور دو قلم ہر وقت ہونے چاہئیں، تاکہ جس وقت جو مضمون ذہن میں آئے اس کا اشارہ لکھ لیا جائے۔ میرے پیرو مرشد مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جیب میں ہر وقت دو قلم رکھو۔
- ۵۔ کثیر الاشغال آدمی کو چاہیے کہ کاموں کو لکھتا جائے ورنہ وقت پر یاد نہیں رہتے۔
- ۶۔ جتنا کام سہولت سے ہو سکے وہ کرنا چاہیے۔ طاقت سے بڑھ کر کام کرنا ٹھیک نہیں۔
- ۷۔ اپنے آپ کو مشغول رکھنا چاہیے یا آرام کرنا چاہیے۔ فضول کاموں میں یا مجلس آرائی میں وقت ضائع نہ کریں۔
- ۸۔ نظام الاوقات بنائے، پڑھنا، پڑھانا، کھانا پینا، آرام کرنا، ذکر اذکار، وعظ و نصیحت کی مجالس، اور واردین سے ملاقات و دعا سلام کرنا۔ یہ سب نظم و نسق کے ساتھ ہوں۔ پھر لوگوں کی بھلائی و برائی کا خیال نہ کرے کیونکہ مخلوق کے برا بھلا کہنے سے آدمی برا بھلا نہیں ہو جاتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ درست رکھے۔
- ۹۔ اپنے پیشوا اور شیخ کے کہنے کو یا اس کی سختی کرنے کو برا نہ سمجھے بلکہ صبر کرے، شاید اس میں کوئی تربیت یا امتحان مقصود ہو۔

ادب: (تین چیزوں کو مت دیکھو)

- سالمک کو چاہیے اپنی آنکھ کی حفاظت کرے۔ تین چیزوں کو بالکل نہ دیکھے،
- (۱) غیر محرم عورت کو نہ دیکھے، اللہ پاک فرماتے ہیں قل للمؤمنین یغضوا من ابصارهم

۲۔ امراء کو مت دیکھے ان کا بنگلہ، ان کی سواریاں، ان کی کھانے پینے کی صورتیں، ان سب چیزوں سے آنکھ کو محفوظ رکھے، اللہ پاک فرماتے ہیں۔ **ولا تمدن عینیک الی متعنا بہ ازواجنا منهم**، بڑے لوگوں کو دیکھنے سے رزق میں برکت تو نہیں آئی گی، رزق جتنا لکھا ہے اتنا ملے گا، مگر امراء کو دیکھنے سے زندگی میں بے چینی، حسرت اور یاس آئے گی، ناشکری اور ناقدری والی زندگی نصیب ہوگی۔ اور کبھی یہ احساس محرومی سنگین جرائم کا سبب بن جاتا ہے۔

۳۔ اپنے کمالات کو نہ دیکھے ورنہ وہ آدمی ابلیس بن جائے گا، ابلیس نے اپنے آپ کو آدم علیہ السلام کی بنسبت خیر کہا، یہ اسی بنا پر کہا جو اس کو محنت مجاہدہ کے بدلہ میں علم و فضل اور کمال و جمال حاصل تھا، تو اس کی نظر اپنی خوبیوں اور فضائل پر پڑی، مردود و ملعون ہوا۔ پھر یہ بھی تو سوچو! یہ فضائل، کمالات، ہمارے ذاتی نہیں ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطیہ و حدیہ ہیں، تو ناز کس چیز پر، بلکہ عجز و نیاز کا معاملہ کرنا چاہیے، اور شکر کرتے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شکر والا بندہ بنا دے۔ آمین

ادب: (سکینہ اور وقار کو اختیار کرے)

سالک کو چاہیے، کسی چیز کے حصول کے لیے پیچھے نہ پڑ جائے بلکہ مناسب وسائل اختیار کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہے اور اس پر توکل رکھے۔
ادب: سالک کو چاہیے مشائخ میں اور علماء و اساتذہ میں فضیلت و درجہ بندی نہ کرے کہ فلاں زیادہ پڑھے ہوئے ہیں فلاں زیادہ عالم ہیں، فلاں تقویٰ میں بڑھے ہوئے ہیں، بلکہ سب کا ادب کرے، اور اپنے شیخ سے فیض حاصل کرے۔

ادب: (آپس میں ربط ہو)

سالک کو چاہیے، سلسلہ سے وابستہ ساتھیوں سے رابطہ رکھے، ان کو دعوت دے، ان سے مشورہ لے، اور علمی و عملی ہیئت و کیفیت، اپنے شیخ جیسی اختیار کرے۔

ادب: (شیخ بڑا محسن ہے)

دین کی تعلیم و تربیت دینے والا اور اپنے تو جہات سے سالک کی اصلاح کرنے والا ایک بہت بڑا محسن ہے سالک کو چاہیے کہ اس کی مکافات کرتا رہے، حدیث پاک میں آتا ہے۔

من لم يشكر الناس لم يشكر الله
جو لوگوں کا شکر یہ ادا نہیں کرتا اس نے اللہ کا شکر یہ ادا نہیں کیا
حدیث پاک میں آتا ہے:

من صنع اليكم فكاftوه فان لم تجدوا ماتكاftونه
فادعوا له حتى تروا انكم قد كاftتموه
جس کسی نے تم پر احسان کیا تم اس کی مکافات کرو، اگر تم مکافات نہ کر سکو تو
ڈھیر ساری دعا کہیں تو، حتیٰ کہ تم سمجھو کہ مکافات ہو گئی۔

ادب: (آداب کی تعلیم و تربیت)

اللہ پاک نے اپنے حبیب ﷺ کے آداب کی تعلیم و تربیت فرمائی ہے جیسے سورۃ
حجرات میں ہے۔

- ۱۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش قدمی نہ کرو۔
- ۲۔ آپ ﷺ کے سامنے چیخ کر بات نہ کرو۔
- ۳۔ میرے پیغمبر ﷺ کو اس طرح نہ پکارو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو
بلا تے ہو۔

اس آیت کا دوسرا مطلب یہ ہے میرے حبیب ﷺ کے بلا دے کو اپنے
بلا دے جیسا مت سمجھو، اور ایک تیسرا مطلب یہ ہے کہ میرے حبیب ﷺ کی
دعا کو اپنی دعا کی طرح مت سمجھو۔

- ۴۔ جب آپ کو میرے حبیب ﷺ نے جمع میں بلایا ہو تو بغیر اجازت کے مت اٹھو،

بلکہ اجازت بھی نہ لو، وہ خود اجازت دیں پھر جاؤ۔

۵۔ کھانے کے وقت آپ ﷺ کے پاس مت جاؤ، آپ ﷺ کی ملاقات کرنے سے پہلے صدقہ دو۔ (بعد میں صدقہ کا وجوبی حکم منسوخ کر دیا)

۶۔ اسی طرح فرمایا ملاقات کے لیے میرے پیغمبر ﷺ کو دروازہ پر دستک نہ دو، بلکہ بیٹھے رہو، میرے حبیب ﷺ خود باہر تشریف لائیں، پھر ملو، اور فرمایا جب بات مکمل ہو جائے تو چلے جاؤ، خواہ خواہ مجلس آرائی اور سخن سازی مت کرو، عام گفتگو میں الفاظ کی رعایت کرو۔ جس لفظ سے بے ادبی کی بو آئے وہ استعمال نہ کرو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا ۖ عَلَمَاءُ نَكَلَّهَا هِيَ جَوَانِشِينَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَارْثَانِ عُلُومِ نَبِيِّ هِيَ ان كَلِمَةُ لِي بِأَدَبٍ هِيَ۔

ادب: اپنے شیخ کی ملاقات کے وقت مسواک کر کے اور کپڑے شفاف پہن کر حاضر ہو۔
ادب:

اپنے شیخ کے سامنے دوزانو یا چارزانو ہو کر جم کر بیٹھے، بار بار نشستیں نہ بدلے، اور بدن کو حرکت نہ دے، ادھر ادھر مت دیکھے۔ اگر شیخ گفتگو فرما رہے ہوں تو اپنی نظریں شیخ کے چہرے پر رکھے، ورنہ نیچے رکھے، اور اپنا دل شیخ کے دل کی طرف متوجہ رکھے کہ ان کے واسطے سے میرے دل میں فیض آرہا ہے۔

ادب:

شیخ کی اگر کوئی بات سمجھ نہ آئے تو اپنے فہم کا قصور سمجھے۔

ادب:

شیخ کے مخالف کی گستاخی شیخ کے روبرو نقل نہ کرے۔

ادب:

شیخ کی مخالف مجلس میں شیخ کی حمایت کرے اور اس کا دفاع کرے، اگر دفاع پر قادر نہ ہو تو اس مجلس سے علیحدہ ہو جائے۔

ادب:

عمومی مجلس میں عام سلام کے بعد شیخ سے دوبارہ سلام کرے، اپنا تعارف کرائے، میرے پیر و مرشد، مرشد عالم رحمۃ اللہ فرماتے تھے، سلام کے ساتھ تین باتیں بیان کرو۔
(۱) آپ کا نام کیا ہے۔ (۲) آپ کا کام کیا ہے۔ (۳) آپ کا مقام کیا ہے، یعنی کہاں کے رہنے والے ہو۔

ادب: شیخ کے پاس بیٹھ کر ہنسنے نہیں، اور سوال جواب نہ کرے۔

ادب:

شیخ کی سختیوں کو برداشت کرے، اگرچہ بلا وجہ ہو، ممکن ہے یہ تربیت کے لیے یا امتحان کے لیے ہوں۔

ادب:

کسی معاملہ میں بدگمانی نہ کرے، کوئی قابل اعتراض ان کا قول و عمل ہو تو تاویل کرے۔

ادب:

آمد و رفت، یا خط و کتابت یا کبھی ہدیہ تحفہ کے ذریعہ ان کا دل خوش رکھے۔

ادب:

طبیعت نہ چاہ رہی ہو تو شیخ کی ملاقات نہ کرے۔

ادب:

ذکر اور فکر کی مجلس میں جس قدر ہو سکے قریب بیٹھو، لیکن اگر مجمع جما ہوا ہے تو اس کے اندر مت گھسو، جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھ جاؤ۔

ادب:

خارجی مطالعہ بھی ثواب کی نیت سے کرنا چاہیے، اگر محض دل کو بہلانے کے لیے یا

دل کی گھبراہٹ دور کرنے کے لیے مطالعہ کیا تو یہ دنیا داری ہے، اس سے فائدہ نہیں ہوگا۔

ادب:

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ کا مقولہ سنا۔ خارجی مطالعہ کرنے سے پہلے کتاب کا نام دیکھو، اگر اس کا نام اصل مقصود کے مناسب نہ ہو تو مطالعہ نہ کرو، پھر اس کتاب کی تمہید اور مقدمہ دیکھو، اگر وہ مقصود کے مناسب نہ ہو تب بھی مطالعہ نہ کرو۔ اور فقیر عرض کرتا ہے مصنف دیکھو، اگر مصنف قابل اعتماد نہیں ہے تب بھی اس کا مطالعہ نہ کرو۔

ادب:

کسی اہل علم اور صاحب تقویٰ کے مشورہ سے خارجی کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

ادب:

سالک کو چاہیے کہ اپنی کارکردگی کے لیے نظام الاوقات بنائے، ہر عمل کا ایک وقت مقرر کرے پھر اس کی پابندی کرے۔

ادب:

صاحب سلسلہ کو چاہیے کہ سالک کے مزاج و حالات کے مطابق اس کی اصلاح کرے، حدیث پاک میں آتا ہے، کسی غزوہ میں ایک قیدی جو قبیلہ کے سردار تھے، لائے گئے، آپ ﷺ نے فرمایا اس کو مسجد نبوی کے ستون کے ساتھ باندھ دو، جب آپ ﷺ نماز کے لیے تشریف لائے، تو آپ ﷺ نے اس سے خیریت پوچھی اس نے کہا، میں قبیلہ کا سردار ہوں، آپ مجھے چھوڑ دیں جو آپ ﷺ چاہتے ہیں میں دینے کے لیے تیار ہوں، ورنہ میرا قبیلہ جنگ جو ہے، وہ مدینہ والوں کو ملیا میٹ کر دیں گے، آپ ﷺ خاموش ہو گئے، پھر دوسری اور تیسری نماز میں بھی اسی طرح ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو، تو اس کو چھوڑ دیا، اس نے غسل کیا، اور حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا، یا رسول اللہ ﷺ مجھے سب سے زیادہ بغض

اسلام سے تھا لیکن سب سے زیادہ محبت اب مجھے اسلام سے ہے۔ میں چاہتا ہوں میرا پورا قبیلہ مسلمان ہو جائے۔ یا رسول اللہ ﷺ میرے دل میں غیظ و غضب مدینہ شہر سے بھی تھا، لیکن اب میں چاہتا ہوں، میری قبر مدینہ میں بنے، یا رسول اللہ ﷺ مجھے سب سے زیادہ نفرت آپ ﷺ کے چہرہ سے تھی، لیکن قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اب سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ چہرہ آپ ﷺ کا چہرہ ہے۔ آپ ﷺ کا چہرہ سامنے ہو، میری آنکھیں آپ ﷺ کو دیکھتی رہے۔

آپ مجھے اپنا کلمہ پڑھادیں، تو وہ مسلمان ہو گئے، تو اصلاح اور دعوت کے طریقے مختلف ہیں، مزاج و حالات کے مناسب طریقہ تجویز کیا جائے۔

حدیث پاک میں آتا ہے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ سے پوچھا، میں روزہ کی حالت میں ہوں، کیا میں بیوی سے بوس و کنار کر سکتا ہوں آپ ﷺ نے اس کو منع فرمایا، پھر ایک دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنے متعلق یہی سوال کیا، تو آپ ﷺ نے اس کو اجازت فرمائی۔ وجہ یہ تھی پہلا شخص حالت جوانی میں تھا اور دوسرا درجہ شیخوخت میں تھا۔

ادب: (نرمی اور گرمی)

صاحب سلسلہ کو چاہیے سالکین کی نرمی سے اصلاح کرے، اگر نرمی سے نہ وہ تو پھر سختی کرے، لیکن میرا مشاہدہ اور تجربہ یہ ہے آج نرمی سے اصلاح قبول نہیں کرتے، بھائی اور صاحب کہنے سے بات نہیں بنتی، اس لیے حکماً سختی کرنا ضروری ہے، بعض اہل اللہ کا مقولہ ہے معتقدین کو نرمی سے سمجھانا چاہیے اور مجہین کو سختی سے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے سامنے توراۃ کا نسخہ پیش کیا اور سامنے رکھ کر پڑھنے لگے، آپ ﷺ کا چہرہ انور غصہ سے خوبصورت سرخی مائل ہو گیا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تنبیہ پر جلدی جلدی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے توراۃ بند کر دی، تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا، جیسے یہود و نصاریٰ اپنے دین میں متردد ہیں شاید تم

بھی متردد ہو، تو اگر سختی مطلقاً بد خلقی ہوتی، تو آپ ﷺ سے یہ سختی صادر نہ ہوتی، آپ ﷺ کے متعلق تو اللہ کا فرمان ہے۔ انک لعلی خلق عظیم

ادب: (مزاح کرنا)

صاحب سلسلہ کو چاہیے کہ سالکین کے ساتھ کبھی کبھی ہنسی اور مذاق کرے، کیونکہ اس سے افادہ اور استفادہ آسان ہو جائے گا۔

ایک ضعیفہ خاتون نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ دعا فرمائیں میں جنت میں جاؤں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، بوڑھیاں جنت میں نہیں جائیں گی، وہ ہائے وائے کرنے لگی، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بوڑھیاں جوان ہو کر جنت میں جائیں گی۔

ادب: (دیوانہ بن کر رہنا کمال نہیں)

صاحب سلسلہ کو چاہیے دیوانہ اور بھولا بن کر نہ رہے بلکہ ہوشیار بن کر رہے، مردم شناس، معاملہ فہم، اور حاضر دماغ، اللہ پاک نے جو صلاحیت دی ہو، نہ اس کو ضائع کرے نہ اس کو چھپائے۔ حدیث پاک میں آتا ہے۔

المؤمن لا یخدع ولا یخدع

مومن نہ دھوکہ دیتا ہے نہ دھوکہ کھاتا ہے

اگرچہ کرم کے غلبہ سے مومن کبھی دھوکہ کھا لیتا ہے، اور یہ فہم و شعور پیدا ہوتا ہے کہ آدمی معاصی سے اجتناب کرے، اختلاط بالناس چھوڑ دے، اور فضول دیکھنا، بولنا بند کرے، بیشک تجربہ کرلو۔ اس سے فہم اور عقل میں برکت آئے گی۔

ادب: (دل کی سختی)

بعض سالکین کو فکر لاحق ہوتی ہے کہ ہمارا دل سخت ہے، تو بہ کے وقت مناجات کے وقت رونا نہیں آتا، آنسو نہیں نکلتے، تو اس بات کو سمجھو، یہی فکر ہی رونا دھونا ہے، بلکہ اصل رونا دھونا یہی فکر ہے۔ آنسو تو علامت ہیں، درد و اضطراب کی اور اندوہ و غم کی، بس مطلوب حاصل ہے مگر بتکلف رونی آواز نکالے، رونی شکل بنائے۔ بے چینی دکھائے تو اس کے

در بار میں یہ بھی قبول ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے۔

من تشبه بقوم فهو منهم

حدیث پاک میں قسوت قلبی کا علاج یہ آیا ہے:

نُهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ إِلَّا فَرُّوْهَا فَإِنَّهَا تُرْقِي الْقَلْبُ
وَتَذَكِّرُ الْعَيْنَ وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ۔

سالکوں کو چاہیے کہ قبرستان میں جائیں، موتی کے لیے فاتحہ خوانی کریں، اور ان سے عبرت کی باتیں کریں، خصوصاً، اولیاء کرام رحمہم اللہ کے مزارات پر جائیں، اس میں بڑی بڑی حکمتیں ہیں۔

ادب: (عجب اور خود پسندی)

معصیت تو معصیت ہی ہے۔ طاعت بھی آفت سے خالی نہیں، بہت سی طاعات و عبادات ایسی ہیں کہ اللہ سے بندہ کو دور کر دیتی ہیں، بہت سی معاصی ایسی ہیں جن سے عہد کو معبود کا تقرب حاصل ہوتا ہے، حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کس طاعت میں فراق ہے، اور کس میں وصال، آپؑ نے فرمایا، جس طاعت کی ابتداء میں امن ہو اور آخر میں عجب۔ ایسی طاعت، عابد معبود میں جدائی ڈال دے گی، اور جو معصیت ایسی ہے کہ جس کے اول میں خوف ہے اور آخر میں عذر، وہ مخلوق کو خالق سے نزدیک کر دیتی ہے۔ بزرگوں کا قول ہے، الاعتذار وان قل ثمن الذنب وان جل، یعنی اگرچہ عذر تھوڑا ہو، بڑے بڑے گناہوں کی قیمت ہو جاتا ہے، ابلیس لعین نے اپنی طاعت پر نظر کی تو عجب پیدا ہوا، ملعون و مردود ہوا اور آدم علیہ السلام سے بھی خطا ہوئی۔

مگر اقبال جرم کیا اور معافی مانگی، تو ندا ہوئی، اچھا اچھا ہم نے بخش دیا، تو یہ بات عالم کو دکھائی گئی، کہ جس طاعت کے بعد عجب ہو وہ کس قدر بے قیمت اور ذلیل شے ہے۔

ادب: (شریعت و طریقت)

شریعت ان اعمال کا نام ہے جن کو انبیاء علیہم السلام اپنی امت کے لیے مقرر

فرماتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے حضرت محمد ﷺ کے عہد مبارک تک کل نبیوں کی خدائی دعوت میں کوئی فرق نہیں ہے، کیونکہ وحی الہی کے موافق دعوت خلق ہوا کرتی تھی۔

وحی الہی کے الفاظ و معانی کو بواسطہ حضرت جبرائیل علیہ السلام انبیاء علیہم السلام سنتے ہیں، سمجھتے ہیں اور ان کو دل میں جگہ دیتے ہیں اور ان کی سماعت بہرہ اندوز ہوتی رہتی ہے۔ ان کی عقل وحی الہی سے نور کا اقتباس کرتی رہتی ہے، سب انبیاء علیہم السلام اصل دعوت میں ہم خیال و متفق ہیں، بالاتفاق ایک زبان ہو کر سب نے اپنی اپنی امتوں کو یہی کہا

الھکم الہ واحد، ان اعبدوا اللہ واتقوہ واطیعون ولا
تشرکوا بہ شیئاً

ہاں لغات و عبارات و استعارات و ارکان شرائع میں البتہ مختلف ہیں۔

دعوت توحید کے علاوہ دعوت عبودیت ہے کہ عبادت کس طرح کرو، ہر زمانہ میں وحی الہی کے موافق اپنی امت کے لیے حسب مصلحت وقت قواعد ملت و اعمال وضع فرماتے ہیں۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام خلایق کے طبیب ہیں، پس خدائی باتیں جو نبیوں تک پہنچی ہیں۔ اس کا نام وحی دعوت ہے اور جو لوگ سنتے ہیں، اتباع کرتے ہیں ان کو امت کہتے ہیں، اور اوامر و نواہی و اصول و فروع دعوت کو شریعت کہتے ہیں جملہ احکام پر گردن رکھنے کو اور قبول کرنے کو اسلام کہتے ہیں، اسلام پر ثابت قدم رہنے کو دین کہتے ہیں۔

اب تم غالباً اس کو سمجھ گئے ہو گے کہ شریعت خود احکام و ارکان کا نام ہے اور دین ان پر ثابت قدم رہنے کا نام ہے، طریقت کی راہ بھی شریعت ہی سے نکلتی ہے، شریعت و طریقت میں جو فرق ہے اس کو سمجھو۔

شریعت میں توحید طہارت، نماز، روزہ، حج، جہاد، زکوٰۃ اور دوسرے احکام و معاملات ضروریہ کا بیان ہوتا ہے، اور طریقت یہ ہے کہ ان اعمال کو اخلاص کے ساتھ قلبی صفائی سے آراستہ کرو، نفسانی کدورتوں سے پاک کر دجیسے ریاکاری، جاہ طلبی، کبر و حرص، ظلم و جفاء، ہوا و نفسانی، اس کو مثال سے سمجھو، کپڑے کو دھو کر ایسا پاک بنا لینا کہ اس کو پہن کر نماز

پڑھ سکیں، یہ عمل شریعت ہے اور دل کو پاک رکھنا اور اللہ پاک کی طرف متوجہ رکھنا یہ فعل طریقت ہے۔ ہر نماز کے لیے وضو کرنا شریعت ہے ہمیشہ با وضو رہنا یہ طریقت کا دستور العمل ہے، ظاہری طہارت شریعت ہے، باطنی طہارت یعنی تزکیہ نفس و تصفیہ قلب یہ طریقت ہے۔

حواس ظاہری سے جن معاملات دین کا تعلق ہے، اس کی رعایت ملحوظ رکھنا شریعت ہے، اور جن معاملات دینی کو قلب و روح سے تعلق ہے، اس کی رعایت کرنا طریقت ہے۔ شریعت میں اگر صحیح عذر ہو تو رخصت ہو جاتی ہے جیسے وضو اور غسل کے بجائے تیمم اور سفر میں روزہ نہ رکھنا وغیرہ وغیرہ مگر طریقت کہتی ہے رخصت ضعیفاء کے لیے ہے، ترک عبادات عاجزوں پر تخفیف کے لیے ہے چنانچہ ارباب طریقت قوت و ہمت اور جد و مبالغت سے کام لیتے ہیں، رخصت و مباح کی راہ سے اپنے کو باز رکھتے ہیں۔ حلال چیزوں کو بھی ڈرڈر کے استعمال کرتے ہیں۔

پھر نظام فطرت ہے کہ ہر مقصد کے لیے ایک راستہ مقرر ہے اور کچھ اس کی شرائط ہوا کرتی ہیں تو طریقت کے حصول کے لیے شریعت ہی راستہ مقرر ہے، جب مرید راہ شریعت پر واضح چلتا ہے، حقوق شرعی کو بقدر امکان ادا کرتا ہے، اس وقت توفیق خیر اس کی رفیق ہوتی ہے۔ عوام کے دائرے سے وہ نکلتا ہے، خواص کے ہمراہ ہو جاتا ہے، بغیر شریعت کے طریقت کا قصد کرنا دیرا ہی ہے جیسے ایک شخص حج کو جائے اور خلاف سمت کعبہ کے رخ کرے، سالہا سال بھی چلتا رہے گا تو بیت اللہ شریف تک نہیں پہنچے گا۔

سُبْحَنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿٦٠﴾ وَسَلَامٌ
عَلَى الْمُرْسَلِينَ ﴿٦١﴾ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦٢﴾



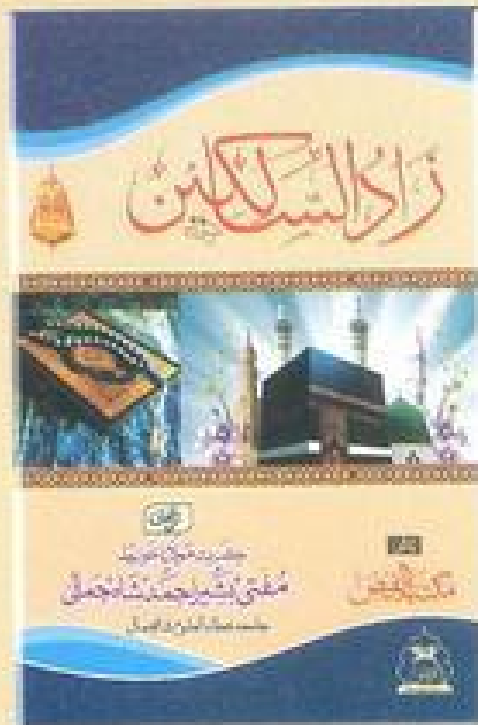
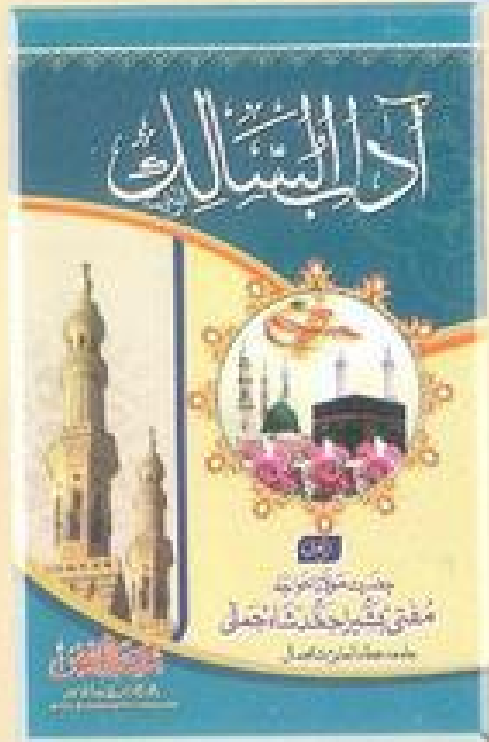
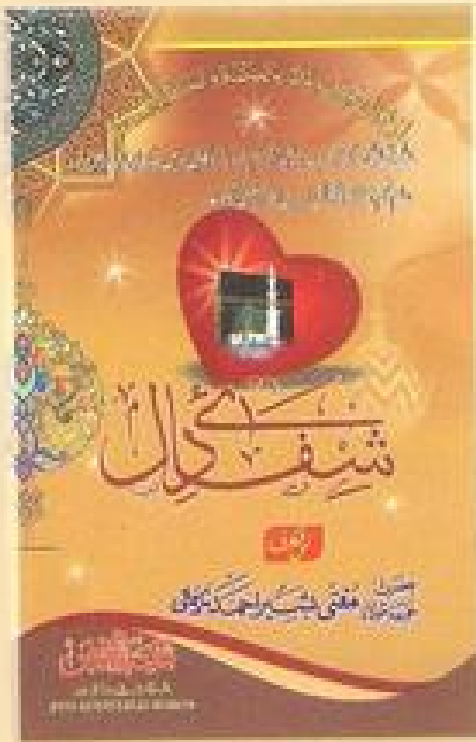
زَادَ السَّيِّدُ لِكُلِّ شَيْءٍ



حَضَرَتْ مَوْلَانَا خَوَاجَه
مُفْتِي بِشِيرِ اَحْمَدُ شَاهِ جَمَالِي

مَكْتَبَةُ الْفَيْضِ





مکتبہ المدینہ

A-6 وارث رواد لاہور

0331-4275088, 0332-6052850

Design: Hafiz Nasir 0307-4037113